اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
ماہنامہ منہاج الحدیث
شمارہ نمبر: 05 صفر، بمطابق نومبر 2020
مدیران
حیدر علی السلفی
سید فرخ شاہ
مکتبہ منہاج الحدیث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيث

ماہنامہ منہاج الحدیث

شمارہ نمبر: 05 صفر بمطابق نومبر 2020

مدیر

حیدر علی السلفی

نائب مدیر

سید فرخ عباس شاہ

مکتبہ منہاج الحدیث

https://minhaj-ul-hadees.blogspot.com

منتظمین و مؤلفین

شیخ الحدیث ذکاءاللہ
حافظ طاہر الاثری
خرم شبیر السلفی
حافظ معاذ علی زئی
قاری محمد شہباز مرالی
رانا راؤف ایڈووکیٹ
مدثر جمال راز السلفی
عرفان اکرم مغل

عبد الرحمٰن معلمی
ابو بکر قدوسی
بابر علی مرالی
حافظ محمد علی
ابو طلحہ السلفی
عبدالجبار اظہر
عمر فاروق بہاولپوری
حافظ محمد وقاص

قیمت :100 روپے

سالانہ قیمت علاوہ ڈاک خرچ : 1200 روپے

خط و کتابت

مقام اشاعت چونترہ ، شیخوپورہ

منگونے کے لیے رابطہ جات

0300-7015212

0300-6221627

مکتبہ منہاج الحدیث

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر

تقلیدی ٹولہ کا قرآن پر اعتراض

ابو عمر حیدری

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا

محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

حنفیوں، مرجئیوں ،جہمیوں اور بدعتیوں قرآن کی آیت پر ہنسنے والا یاد رکھے کفار مکہ بھی ہنستے تھے قرآن پر اور قرآن مجید سے نقص نکالتے تھے، اس کے مقابلے میں اماموں کے اقوال پیش کرو گے تو قرآن کی آیت اور بخاری کی حدیث کا انکار ہو گا اس لحاظ سے حنفی، کوفی ، جہمی ،مرجئ گھمراہ منکرین قرآن وحدیث میں سے ہو جائیں گے ۔

اہل بدعت کی طرف سے بار بار یہ بات کی جاتی ہے کہ قرآن میں پہلے زبر زیر نہیں تھی۔ بعد میں داخل کی گئی ہے، کیونکہ یہ اچھی چیز ہے اس سے ثابت ہوا کہ دین میں بدعت حسنہ کی گنجائش ہے۔

لیکن یہ وسوسہ غلط ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوفناک بھی ہے کہ قرآن مجید میں پہلے زیر زبر نہیں تھا ، سچ یہ ہے کہ قرآن مجید میں زیر زبر تب سے ہے جب سے قرآن مجید ہے،

البتہ اسے لکھا بعد میں گیا ہے، اور بعد میں لکھنے کے لئے دلیل موجود ہے،اس بات کے دلائل سامنے رکھیں کہ قرآن مجید میں

زیر زبر نیا اضافہ نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں ۔

پہلی دلیل:

قرآن مجید ہم تک تلاوت ہو کر پہنچا ہے، سب سے پہلے اس کی تلاوت اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ الجاثیۃ:٦

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم تم پر حق کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں
"یعنی پڑھتے ہیں"
اللہ کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اس قرآن کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا:

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ . نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ . عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ

مِنَ الْمُنْذِرِينَ . بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ . الشعراء: ١٩٥-١٩٢

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا نازل فرمایا ہوا ہے، اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا، آپ کے دل پر اترا ہے ، کہ آپ آگاہ کر دینے والوں میں سے ہو جائیں، صاف عربی زبان میں ہے۔
اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے بھی قرآن مجید کو پڑھ کر تلاوت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا ہے صحیح البخاری میں ہے:

وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ

صحیح البخاری رقم الحدیث:6
سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھاتے۔
اور اللہ تعالی کے نبی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن مجید پڑھایا اور سکھلایا۔
اب سوال یہ ہے کہ کیا بغیر زبر زیر کے قرآن مجید کی تلاوت یا اسے پڑھنا ممکن ہے؟

ہر گز نہیں!

کیوں نہیں، مثال کے طور پر آپ کسی بھی شخص سے کہیں کہ سورہ فاتحہ کی آیت " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ " پڑھے، جب مکمل پڑھ لے تو پھر اس سے سوال کریں کہ:

تم نے "الحمد" کے 'ح' پر کیا پڑھا؟ وہ جواب دے گا زبر پڑھا ،اب سول کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسی "الحمد" کو پڑھا تو کیا پڑھا تھا؟

یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبر ہی پڑھا تھا،اور اسی طرح جبرئیل علیہ السلام نے تلاوت کی اور اس سے پہلے اللہ نے تلاوت کی۔

دوسری دلیل:

زیر زبر لکھنے سے پہلے قرآن مجید کا جو تلفظ تھا وہی تلفظ اب بھی ہے،اس پر اجماع امت ہے،کسی کا اختلاف نہیں ہے،یہ اس بات کی دلیل ہے کے زیر زبر پہلے ہی سے تھا ، البتہ اس کا اظہار کیا گیا ہے جو مخفی تھا،اور یہ نہ بھی ہوتا تو قرآن مجید پڑھنا تب بھی ممکن تھا جسے اردو زبان میں اعراب نہیں ہیں لیکن پڑھے جاتے ہیں،ان کا اظہار بھی ممکن ہے۔

تیسری دلیل:

زبر زیر لکھنے سے پہلے قرآنی آیات جے جو موانی تھے وہی معانی اب بھی موجود ہے، اگر اگر اختلاف ہے تو وہ دلیل کا محتاج ہے، اب اگر زبر زیر نیا یوتا تو معانی بدل جاتے یي بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن مجید میں زیر زبر پہلے ہی سے موجود تھا البتہ اسے لکھا بعد میں گیا جیسا کے پہلے واضح کیا جا چکا ہے۔

چوتھی دلیل:

زبر زیر لکھنے سے پہلے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب تھا،اور اب زیر زبر کے بعد بھی ثواب اتنا ہی ہے،اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے،یي بھی اس بات کی دلیل ہے کہ زبر زیر نیا نہیں ہے پہلے ہی سے ہے البتہ اس کی کتابت بعد میں ہوئی ہے۔

پانچویں دلیل:

قرآن مجید نے پوری دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ کوئی بھی قرآن مجید جیسی کوئی سورہ نہیں بنا سکتا ، اگر پوری دنیا قرآن مجید جیسی سورہ پیش کرنے سے عاجز ہے، تو خود مسلمانوں میں یہ طاقت کہاں سے آ گئی کہ وہ قرآن مجید میں قرآن مجید ہی جیسی کوئی چیز داخل کریں اور وہ بھی"الحمد" سے لے کر والناس تک؟

اس سے یہ ثابت ہوا کہ زبر زیر کو بعد میں داخل نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ قرآن میں پہلے ہی موجود تھا۔

توضیح الکلام:

کچھ لوگ جواب دیں گے قرآن مجید کی تو سات قرآت ہیں تو عرض یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے سات قراءتوں میں پڑھا؟اگر ہاں تو دلیل کیا ہے؟۔

قرآت سے مراد لہجے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔اور یہ لہجہ کائنات کے کسی بھی انسان کا دوسرے سے نہیں ملتا۔ وقت کے بڑے عرب قبائل کا بھی اسی عربی لہجے میں فرق ہے، اور اس فرق کو لے کر قرآن مجید نازل ہوا، اور ان سات لہجوں کی دلیل بھی واضح ہے، اور اسی آسانی کو اللہ تعالیٰ نے دین آسان ہے کا نام دیا ہے۔

مقلدین حنفیہ سے چند سوالات

از: حیدر علی السّلفی

ہمارے اکثر مقلد دوست، اہل حدیث طلباءِ سے بے ڈھنگے سوالات کرتے رہتے ہیں،ان سوالات میں اوکاڑویات اور گھمنی معیار کو طریقہ واردات بنایا جاتا ہے اس معیار کا بت الحمدللہ ٹوٹ چکا ہے۔ المختصر آئندہ سطور میں ہم نے چند سوالات ان مقلد دوستو کی خدمت میں پیش کیے ہیں،ان کے جوابات عنایت فرمائیں۔

سوال نمبر۔1

مکمل نماز کا طریقہ فرائض، واجبات،اور ارکان نماز، ہیئت نماز، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بالتفصیل باسند صحیح ثابت کریں۔

سوال نمبر۔2

نماز جنازہ کا مکمل طریقہ بالتفصیل باسند صحیح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔

سوال نمبر۔3

گونگے کی امامت میں نماز ادا کی جا سکتی ہے؟ نماز ادا کرنے کے بعد پتہ چلا اب کیا کیا جائے گا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت کریں۔

سوال نمبر۔4

مرّوجہ چھ کلمہ جات باسند صحیح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔

سوال نمبر۔5

امام مسافر، نماز قصر ادا کرے گا اور مقیم مقتدی بقیہ نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرآت کرے گا یا نہیں ؟اگر نہیں کرے گا تو اس کی دلیل پیش کریں، جس سے امام ابو حنیفہ نے مسئلہ حل کیا ہو اور اس کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت کریں۔

سوال نمبر۔6

امام کے ساتھ ادا کردہ نماز کی بقیہ رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بارہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف بالتفصیل باسند صحیح ثابت کریں۔

سوال نمبر۔7

پوتے یا نواسے نے دادی یا نانی کا دودھ پیا، دادی کے دودھ سے چچا کی بیٹی سے نکاح حرام ہو گا یا نہیں امام ابوحنیفہ سے بالتفصیل باسند صحیح جواب پیش کریں۔

سوال نمبر۔8

امام ابو حنفیہ رحمہ اللہ تک حنفی فقہ اور اصول فقہ کی سند پیش کریں۔

سوال نمبر۔9

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اصول حدیث اور ان تک حدیث کی سند پیش کریں۔

سوال نمبر۔10

عورت کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ امام ابو حنیفہ سے باسند صحیح ثابت کریں،اور ان کی کیا دلیل تھی۔

سوال نمبر۔11

قربانی کا جانور دوران ذبح، آدھی شاہ رگ کٹ جانے پر بھاگ گیا، اور تکبیر بھی مکمل نہیں ہوئی بھاگ گیا ،اس کو لوگوں نے فائر مار کر گرایا جانور حلال ہے یا حرام امام ابو حنیفہ سے ثابت کریں، اور ساتھ ان کی پیش کردہ دلیل بھی واضح بیان کر دیں۔

سوال نمبر۔12
کیا عورتیں نماز جنازہ ادا کر سکتی ہیں یا نہیں؟امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت کریں
سوال نمبر۔13
نکاح پڑھانے کا مکمل طریقہ بالتفصیل باسند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔14
معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کرامت کے قائل تھے، بالتفصیل باسند امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔15
غسل کا طریقہ بالتفصیل مع فرائض اور واجبات، باسند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔16
وضو کا طریقہ بالتفصیل فرائض اور واجبات ، باسند امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔17
مسلمان اور مومن میں کیا فرق ہے؟ بالتفصیل باسند بیان کریں۔
سوال نمبر۔18
سنت نبوی اور حدیث نبوی میں کیا فرق ہے؟تفضیل کو بالتفصیل باسند امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔19
دو آدمیوں کا با جماعت نماز ادا کرنے کا طریقہ بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔20
ایک آدمی نماز ادا کر رہا ہے دوسرا آدمی اس کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں؟ اگر ہو سکتا ہے تو دوسرا پہلے کے ساتھ نماز کے اندر کیسے شامل ہو گا؟ مکمل تفصیل باسند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔

سوال نمبر۔21
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز، فرض، سنت، نفل کو جماعت کے ساتھ کس طرح ادا فرماتے۔ تینوں امور کے بارہ میں وضاحت بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کریں۔

سوال نمبر۔22
ایک رکعت پڑھ کر تشہد پڑھ لیا بعد میں یاد آیا کہ ایک رکعت باقی ہے، اس پر کیا کیا جائے گا سجدہ سہو کیا جائے یا ضرورت نہیں ہے؟ جواب بالتفصیل باسند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دیں۔

سوال نمبر۔23
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کس سن میں ؟کس صحابی سے؟ کس مقام پر؟ ملاقات کی با سند بیان کریں۔

سوال نمبر۔24
نماز جمعہ کا طریقہ بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں بمعہ خطبہ جمعہ۔

سوال نمبر۔25
ایک آدمی کا جمعہ رہ گیا اس کا طریقہ
بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔

سوال نمبر۔26
فقہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی تعریف بالتفصیل باسند امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بیان کریں۔

سوال نمبر۔27
کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نماز تراویح پڑھتے تھے؟اگر پڑھتے تھے تو کتنی رکعات؟ نیز کیا سمجھ کر فرض، سنت یا نفل باسند صحیح امام صاحب رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔

سوال نمبر۔28
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رکعات نماز تراویح کتنی ہیں باسند صحیح ثابت کریں۔
سوال نمبر۔29
مدلس کی تعریف کیا ہے؟ بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں نیز مدلس کی روایات کا معیار باسند صحیح امام صاحب رحمہ اللہ سے بیان کریں۔
سوال نمبر۔30
ضعیف روایت کی تعریف کریں،اور اقسام بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ سے بیان کریں نیز ضعیف حدیث کا امام ابوحنیفہ کے نزدیک کیا مقام ہے۔
سوال نمبر۔31
اجتہاد کیا ہے؟ نیز مجتہد کی تعریف بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ سے بیان کریں۔
سوال نمبر۔32
غسل جنابت کا طریقہ بالتفصیل باسند صحیح امام ابوحنیفہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔33
حلالہ کا صحیح طریقہ بالتفصیل با سند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔34
مقلد اور غیر مقلد کا فرق بالتفصیل باسند صحیح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت کریں۔
سوال نمبر۔35
کیا غالی مقلد مفتی ہو سکتا ہے؟ نیز کیا کوئی مقلد ان سوالات کا جواب دے سکتا ہے ؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے جواز پیش کریں۔

توثیق
امام عمران بن ابی عطاء رحمہ اللہ

تحریر و تحقیق

ابو الماحی مدثر جمال راز السلفی

الحمد للہ رب وحدہ و الصلاۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد .

اس مختصر مگر جامع مضمون میں قارئین حضرات اور طلاب حدیث کے لیے جناب کفایت اللہ سنابلی صاحب کی ثقہ تابعی ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء رحمہ اللہ پر جرح کی حقیقت اور غلط فہمیوں کا ازالہ پیش کیا گیا ہے۔جناب کفایت اللہ سنابلی نے لکھا ہے" ابو حمزہ عمران بن ابی عطاء کو جمہور نے ضعیف قرار دیا " چار دن قربانی کی مشروعیت صفحہ : 54

علم جرح و تعدیل آج مکمل و مدون ہے اور ہمارے سامنے ہے ، چند ایک کتب کو چھوڑ کر اسماء الرجال کی تمام کتب چھپ کر منظر عام ہیں ۔لہذا ہمارے لیے کسی راوی کو پرکھنا بالکل آسان ہے بلکہ اس میں بھی متاخرین محدثین رحمھم اللہ نے ہمارے لیے بالکل راہ ہموار کر رکھی ہے، اور راویوں کے شیوخ و تلامذہ اور ان پر جرح و تعدیل کو اپنی کتب میں نقل کرکے ہر راوی کے ترجمہ میں ان کے حالات کو ایک جگہ جمع کردیا ہے ، ان کتب میں تھذیب الکمال ، سیر اعلام النبلاء ، تھذیب التھذیب ، میذان الاعتدال ، لسان المیزان سرفہرست ہیں ان کتب میں راویوں کے تراجم میں ان کے شیوخ و تلامذہ اور جرح و تعدیل کو جمع کرکے محققین کے لیے بالکل آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔ ان کتب سے ہمارے لیے کسی راوی کو پرکھنا مزید آسان ہوگیا ہے الحمدللہ۔

اللہ تعالی تمام محدثین سے راضی ہو اور انہیں جنت الفردوس میں امام کائنات سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت عطاء فرمائے آمین اللھم آمین۔

عرض ہے کہ جناب کفایت اللہ سنابلی نے اگر تحقیق کر کے یہ بات بتائی ہے تو پھر جناب جان لیں کفایت اللہ سنابلی کو تحقیق کرنی آتی ہی نہیں ہے۔
ہم سمجھتے تھے کہ جناب اپنی نئی کتاب سے اس بات کو نکال دیں گے، لیکن اس بات کو کفایت اللہ سنابلی صاحب نے دوبارہ دھرایا ہے " ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء کو جمہور نے ضعیف قرار دیا " چار دن قربانی صفحہ: 204
اگر صرف تھذیب التھذیب ہی دیکھ لیتے تو وہاں ترجمہ دیکھتے ہی معلوم ہوجاتا کہ جمہور کے نزدیک ابوحمزہ الاسدی ثقہ ہیں کوئی بھی تھذیب التھذیب میں ابوحمزہ کا ترجمہ دیکھتے ہی سمجھ جائے گا کہ جمہور نے توثیق کی ہے ، لیکن کفایت اللہ سنابلی نے تھذیب التھذیب میں ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء کا ترجمہ دیکھا ہی نہیں ، جناب نے تقریب التھذیب کے محققین کے قول " ضعیف یعتبر بہ " پر اعتماد کر کے ابوحمزہ الاسدی کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار دیا۔
محققین تقریب التھذیب کی یہ بات درست نہیں ، انہوں نے کئی ایسے رواۃ کو ضعیف قرار دیا ہے جو قول راجح میں ثقہ، حسن الحدیث ہیں،مثلاً امام مؤمل بن اسماعیل ، عیسی بن جاریہ ، وغیرہ۔ ان کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ اور اگر بغیر تحقیق کئے ہی جناب نے محققین تقریب التھذیب کے قول پر اعتماد کر کے ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء کو ضعیف قرار دیا ہے تو پھر یہ حرکت کس حد تک جائز ہے کہ بغیر تحقیق راوی پر جو حکم عائد کرنا چاہا کر دیا ؟
کفایت اللہ سنابلی صاحب سے پہلے شیخ محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے کہا " جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں"
فتاوی علمیہ : 2/260
اور کہا " جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہے اور صحیح مسلم کا راوی ہے" جزء رفع الیدین صفحہ: 50 حاشیہ حدیث :21 ، مکتبہ اسلامیہ
اب محدث زبیر علی زئی الحافظ رحمہ اللہ کے دعویٰ کی تصدیق اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد امام ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء الاسدی رحمہ اللہ کے بارہ میں جرح و تعدیل ملاحظہ فرمائیں ۔

امام ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء الاسدی تابعی رحمہ اللہ صحیح مسلم ، جزء الرفع الیدین ، سنن اربعہ و دیگر کئی مشہور کتب احادیث کے راوی ہیں ، آپ پر بعض آئمہ نے کلام کیا ہے لیکن جمہور محدثین رحمھم اللہ نے آپ کی توثیق کی ہے آپ پر درج ذیل جرح ملتی ہے۔

"امام ابوحاتم الرازی ، امام نسائی ، امام دارقطنی رحمھم اللہ نے کہا " لیس بالقوی " جبکہ دوسری طرف جناب کفایت اللہ سنابلی نے لکھا " امام ذھبی رحمہ اللہ (المتوفی 748) نے کہا " لیس بالقوی " لیس بالقوی بجرح مفسد " لیس بالقوی فاسد جرح نہیں ۔

اور پھر اپنی تائید میں امام معلمی ، امام البانی رحمھم اللہ وغیرہ کے اقوال نقل کئے ہیں دیکھئے۔ یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ صفحہ: 634، 635

نیز امام ابوحاتم الرازی و امام نسائی رحمھم اللہ کے بارہ میں کہا " یاد رہے امام ابوحاتم متشددین میں سے ہیں۔"یاد رہے" امام نسائی جرح کرنے میں متشدد ہیں" انوار البدر صفحہ:180،181

مگر موصوف کو خود بھول جاتا ہے جو یاد رہے ہوتا ہے۔

جرح:

امام ابوزرعہ الرازی رحمہ اللہ نے کہا " بصری لین "

جناب سنابلی کے نزدیک اس قول سے راوی کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے کہا " لا یتابع علی حدیثہ ولا یعرف بہ "

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا " لیس بذاک وھو ضعیف "

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا " ھو ضعیف "

یہ ساری جرح غیر مفسر ہے اور جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہے ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا " صدوق لہ اوھام " تقریب التھذیب ت 4163 ۔

ایسا راوی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک حسن الحدیث ہوتا ہے ۔

توثیق:

اب جمہور محدثین رحمھم اللہ کی توثیق ملاحظہ فرمائیں :

احمد بن حنبل:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا
" لیس به باس صالح الحدیث "

یحیی بن معین:

امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے کہا " ثقة "
الجرح و التعدیل 6/302 ت 1681 اسنادھما صحیحان۔

مسلم بن حجاج:

امام مسلم بن حجاج رحمه الله صاحب الصحيح روى عنه في الصحيحه ، كتاب البر والصلة رقم الحديث: 6628 ، 6629 ترقيم دار السلام.

ابن شاہین:

امام ابو حفص ابن شاھین رحمہ اللہ نے " الثقات " میں ذکر کیا اور امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کی توثیق نقل کی " ثقة "
تاریخ اسماء الثقات ص 178 ت 1076

ابن حبان:

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات میں ذکر کیا۔
کتاب الثقات 5/218

شعبہ بن حجاج:

امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا،امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ عام طور پر اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے ہے .
اور یہ بات جناب کفایت اللہ سنابلی کو بھی تسلیم ہے (انوار البدر ص 131 و یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص 676،677)
چونکہ امام شعبہ سے ابوحمزہ الاسدی پر کوئی جرح ثابت ہی نہیں لھذا یہ امام شعبہ کی طرف سے ابوحمزہ الاسدی کی توثیق ہے۔

ابن نمیرر:
امام ابن نمیر رحمہ اللہ نے کہا " ثقة "
تهذيب التهذيب 5/124 ت 6094 .
مسعود بن الحسن:
امام ابو الفرج مسعود بن الحسن بن القاسم بن الفضل الثقفی الاصبہانی رحمہ اللہ نے کہا
عمرَان بن أبي عَطاء القصاب الوَاسِطِيّ الثِّقَة " فوائد أبی الفرج الثقفي حديث: 130 ، مخطوط ، الناشر : جوامع الكلم الطبعة : اولى 2004 .
ابو محمد البغوی:
امام أبو محمد البغوی رحمہ اللہ نے ابوحمزہ الاسدی کے بارے میں کہا
" أبو حمزة واسمه عمران بن أبي عطاء، واسطي ثقة "
شرح السنہ، کتاب الایمان جلد:1 صفحہ: 45 تحت حدیث: 20
ابن الاثیر:
امام عز الدین ابو الحسن علي بن ابی الکرم محمد الجزری المعروف بابن الاثیر رحمہ اللہ نے کہا
" وكان لا بأس به "

اللباب في تهذيب الانساب 2/266 بتحقيق حسام الدين القدسی ، دوسرا نسخہ 3/40،41 .
ابو نعیم الاصبہانی:
امام أبو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ نے ابوحمزہ الاسدی کی حدیث کے بارہ میں کہا
" هذا حديث صحيح متفق عليه من حديث أبي حمزة عن ابن عباس "

حلیتہ الاولیاء 3/345 •
اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے روایت لی دیکھئے المستخرج علی صحیح مسلم 2/363 رقم الحدیث: 1752 .

ابو عوانہ:

امام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم النیشابوری الاسفرایینی رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت لی ہے۔

المسند الصحيح المستخرج على صحيح مسلم المعروف بمسند ابي عوانه او صحيح أبي عوانة مجلد: ٢٠ صفحه: ٤٧،٥٠ ح١١٣٦٠، ١١٣٦٣ بتحقيق : الدكتور عبد الله بن محمد بن سعود آل مساعد

حافظ ذہبی:

امام ابو عبداللہ الذہبی رحمہ اللہ نے کہا " ھو قليل الحديث صدوق "

سیر اعلام النبلاء 5/387 .

نور الدین الہیثمی:

امام نور الدین الھیثمی رحمہ اللہ نے ان کی بیان کردہ روایت کے متعلق کہا

رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،كتاب الجنائز باب التكبير على الجنازة : ج ٣ ص ٣٥ ، ج ٣ ص ١١٠ ح ٤١٨٥ بتحقيق : محمد عبد القادر أحمد عطا ، تیسرا نسخه 6/448 ح 4324 .

جلال الدین السیوطی:

علامہ جلال الدین السیوطی نے کہا

" وَأَبُو حَمْزَة بِالْحَاء والزاى اسْمه عمرَان بن أبي عَطاء القصاب يَبِيع الْقصب الوَاسِطِيّ الثِّقَة "

شرح سنن ابن ماجہ صفحہ: 309 ، قدیمی کتب خانہ (کراچی) دوسرا نسخہ صفحہ: 445 مکتبہ رحمانیہ لاھور

یہ تو تھے دسویں صدی ہجری تک کے محدثین ان کے علاوہ ماضی قریب کے محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

عبد الرحمن مبارکپوری:
الامام ،المحدث، علامہ محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم (مبارکپوری) رحمہ اللہ نے کہا
" عمران بن أبي عطاء الواسطي روى عن ابن عباس وأنس وغيرهما وعنه شعبة والثوري وغيرهما ثقة "
تحفة الاخوذی: 4/149 تحت حدیث: 1053 الطبعة دار الفكر بإشراف عبد الوهاب عبد اللطيف .

البانی:
الامام المحدث علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے کہا:
" قلتً : وهذا اسناد صحيح رجاله كلهم ثقات رجال مسلم وفي ابي حمزة القصاب واسمه عمران بن ابي عطاء كلام من بعضهم لا يضره فقد وثقه جماعة من الأئمة منهم احمد وابن معين وغيرهما ومن ضعفه لم بين السبب فهو جرح مبهم غير مقبول وكان لذالك احتج به مسلم "
السلسلۃ الصحیحہ: 1/164 حدیث 82
زبیر علی زئی:
المحدث، الحافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے کہا
" جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں "
فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام 2/260 .
اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ امام ابوحمزہ عمران بن ابی عطاء الاسدی رحمہ اللہ جمہور کے نزدیک ثقہ صدوق ہیں لہذا یہ حسن الحدیث ہیں ضعیف نہیں اور جناب کفایت اللہ سنابلی کی بات تحقیق پر مبنی نہیں ۔

سنابلی صاحب کی پیش کردہ ایام تشریق کے تعین والی حدیث کا جائزہ

تحریر و تحقیق

ابو الماحی مدثر جمال راز السلفی

الحمدلله رب وحده و الصلاة و السلامُ علی من لا نبی بعده
امابعد.

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے اپنی " چار دن قربانی کتاب و سنت کی روشنی میں " نامی کتاب میں عنوان باندھا ہے "فائدہ:ایام تشریق کی تعیین " اس عنوان کے تحت جناب دلیل نقل کرتے ہیں " امام نسائی رحمہ اللہ (المتوفی۳۰۳)نے کہا :

اخبرنا القاسم بن زکر یا بن دینار قال حدثنی زید قال: حدثنی موسی بن علی قال سمعت ابی یقول : سمعت عقبه بن عامر یقول : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یوم عرفه و یوم النحر وثلاثه ایام التشریق عید اهل الاسلام هن ایام اکل وشرب.

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عرفہ کا دن؛عید الاضحی کا دن اور تشریق کے تین دن اہل اسلام کے لیے عید ہیں یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

اس حدیث میں عرفہ کے دن اور عیدالاضحی کے بعد تشریق کے تین دنوں کا ذکر ہے؛اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ عیدالاضحی کے بعد کے تین دن ہی ایام تشریق ہیں ۔

سنن النسائی الکبریٰ تحقیق الارناؤوط ۳\۲۲۸؛رقم:۲۸٤۲)و اسنادہ حسن .

چار دن قربانی کتاب و سنت کی روشنی میں صفحہ: 124

سنابلی صاحب کی پیش کردہ دلیل کی وضاحت کے لیے تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

اس روایت کی سند میں دو راوی " زید بن الحباب اور موسیٰ بن علی بن رباح ابو عبدالرحمٰن اللخمی موجود ہیں۔

زید بن الحباب بن الریان الکوفی کے بارہ میں امام احمد رحمہ اللہ نے کہا " کان صدوقاً --- لكن كان كثير الخطاء "

یہ سچے تھے ۔۔۔ لیکن کثرت سے (روایت حدیث میں) خطاء کرتے تھے .

سوالات ابي داؤد عن احمد بن حنبل صفحہ: 319 ترجمہ: 432

اور کہا " لانہ کان کثیر الخطاء " بےشک وہ کثیر الخطاء تھے۔

العلل و معرفة الرجال 2/96 ت 1680

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا " و کان ممن یخطی " آپ (روایت حدیث میں) خطاء کرنے والوں میں سے تھے ۔

کتاب الثقات 8/250

دوسرے راوی کا ترجمہ:
موسیٰ بن علی بن رباح اللخمی
امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا "
ما انفرد به فليس بالقوی " التمهيد ۱٦۳/۲۱ ●
ثابت ہوا ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے کیونکہ مذکورہ روایت میں دونوں راویوں کا تفرد ہے۔
کفایت اللہ سنابلی صاحب کے اصول اور پیش کردہ دلیل :
جناب سنابلی صاحب نے منھال بن عمرو ثقہ کی صحیح روایت کو مشکوک و ضعیف بنانے کے لیے لکھا " حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ثقہ سے گرا کر صدوق ربما وھم کے درجے پر رکھا .
امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۵) نے کہا : (المنھال بن عمرو) صدوق "منہال بن عمرو صدوق ہے۔"
یعنی امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ثقہ کے مرتبے سے گرا کر انہیں صدوق کے مرتبے پر رکھا ہے اور یہ اسی راوی کے ساتھ ہوتا ہے جس کا حافظہ ثقہ جیسا نہ ہو ۔
چار دن قربانی صفحہ: 194،195
کفایت اللہ صاحب کی پیش کردہ روایت کے راوی موسیٰ بن علی بن رباح ابو عبدالرحمٰن اللخمی کے بارہ میں بھی امام ابو زکریا الساجی رحمہ اللہ نے کہا " صدوق " تھذیب التھذیب 6/472 .
لہذا ہم کفایت اللہ سنابلی کی ہی زبان میں کہہ سکتے ہیں کہ امام الساجی رحمہ اللہ نے اسے ثقہ کے مرتبہ سے گرا کر صدوق کے مرتبے پر رکھا ہے لہذا بقول سنابلی صاحب یہ اسی راوی کے ساتھ ہوتا ہے جس کا حافظہ ثقہ جیسا نہ ہو۔

بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے موسی بن علی کے تعلق سے کہا " صدوق ربما اخطاء " آپ سچے تھے اور (روایت حدیث میں) کبھی کبار خطاء کرجاتے تھے ۔

تقریب التھذیب ترجمہ: 6994

لیجئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی صدوق کے مرتبے پر رکھا ہے لہذا بقول سنابلی صاحب یہ اسی راوی کے ساتھ ہوتا ہے جس کا حافظہ ثقہ جیسا نہ ہو۔

اب آیئے دیکھتے ہیں ایسے راوی کی روایت کفایت اللہ سنابلی صاحب کے نزدیک کیا حیثیت رکھتی ہے :

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے لکھا " بعض حالات میں صدوق کی منفرد روایت کے مردود ہونے پر اہل فن کے اقوال : اس طرح کے راوی کی روایت بلکہ بسا اوقات ثقہ راوی کی روایت بھی بعض حالات میں قرائن کی بنا پر رد کی جاتی ہے :

امام ذہبی رحمہ اللہ المتوفی ٧٤٨ نے کہا

وان تفرد الثقة المتقون يعد صحيحا غريبا *وان تفرد الصدوق ومن دونه يعد منكرا* وان اكثار الراوي من الاحاديث التي لا يوافق عليها لفظا او اسنادا يصيره متروک الحديث.

اگر ثقہ ومضبوط حافظہ والا راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اس کی روایت صحیح غریب ہوگی اور اگر صدوق یا اس سے کم تر راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اس کی روایت منکر شمار ہوگی اور جب کوئی راوی بکثرت ایسی روایات بیان کرنے لگے جس کی لفظی یا معنوی متابعت نہ ملے تو ایسا راوی متروک قرار پائے گا ۔

چار دن قربانی صفحہ: 196،197

لہذا کفایت اللہ سنابلی صاحب کے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ یہ روایت منکر ہے کیونکہ اس روایت میں بھی زید بن الحباب (کثیر الخطاء) اور موسی بن علی (صدوق ربما اخطاء) کا زبردست تفرد ہے۔

بلکہ امام الحافظ ابن عبد البر (ت ٤٦٤) رحمہ اللہ نے کہا :

انفرد به موسى بن علي عن أبيه وما انفرد به فليس بالقوي
التمهيد ١٦٣/٢١.

لہذا یہ روایت ان دونوں راویوں کے زبردست تفرد کی وجہ سے ضعیف ہے.

کفایت اللہ سنابلی نے منہال بن عمرو ثقہ راوی کی روایت کو مشکوک و ضعیف بنانے کے لیے لکھا "الغرض یہ راوی 'صدوق' کے درجے پر ہے اور متکلم فیہ ہے ایسے راوی کے بعض تفردات قرائن کی روشنی میں مردود ہوتے ہیں یہی حال اس راوی کا اس روایت میں ہے کیونکہ قرائن اس کی بیان کردہ اس بات کے مردود ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

چار دن قربانی صفحہ: 19

ثابت ہوا یہ روایت مردود ہے کیونکہ زید بن الحباب و موسی بن علی صدوق کے درجے پر ہیں اور جب کسی روایت میں اس کا تفرد ہو تو یہ حجت نہیں ہے۔

منہال بن عمرو ثقہ پر تفرد تفرد کی رٹ لگانے والوں کو اپنے مطلب کی روایات میں راویوں کا کھلا تفرد نظر نہیں آتا، مطلبی لوگوں کا یہ طریقہ کار ہوتا ہے۔

اس روایت کے مردود ہونے پر قرائن :
اس روایت میں " ثلاثۃ " کے الفاظ اس سند کے علاوہ اور کسی سند سے منقول نہیں بلکہ اسی سند سے یہ روایت دیگر کتب میں بھی موجود ہے لیکن ان میں " ثلاثۃ " کا لفظ موجود نہیں۔
روایت کی مختصر تخریج ملاحظہ فرمائیں :
مسند احمد: 4/152 حدیث: ١٧٣٧٩ ، سنن ابی داود رقم : 2419 ، مصنف ابن ابی شیبہ: 4/157 حدیث: 9860 و 5/544 حدیث: 15493 ت اسامہ بن ابراھیم ، سنن ترمذی رقم : 773 ، صحیح ابن خزیمہ رقم: 2100 ، التمھید لابن عبدالبر : 12/126 و21/163 ، شرح السنہ : 6/351 حدیث: ١٧٩٦
ان کتب میں یہ حدیث وکیع بن جراح عن موسی بن علی کی سند سے ہے۔
معجم الکبیر : 17/291 حدیث: 803 ، سنن نسائی 5/271 حدیث: 3027 ، سنن دارمی 2/23 ، صحیح ابن حبان رقم:3603 ، ابن جریر الطبری :مسند عمر (رضی اللہ عنہ)1/346،347 ، المستدرک للحاکم: 1/434 ، حجتہ الوداع لابن حزم : الصفحہ ٢١٢ رقم: 184 ، سنن الکبریٰ: 4/298 دوسرا نسخہ: 4/491 حدیث: 8462 ت محمد عبدالقادر عطاء ، تغلیق التعلیق لابن حجر : 2/385 ،واخرجہ الطحاوی فی معانی الآثار 2/71 و فی مشکل الآثار 7/411 .

نیز دیکھئے الاحکام الصغری لعبد الحق الاشبیلی ،الصفحہ: 391و إرواء الغليل : ١٣٠/٤

ان کتب میں اس روایت کی موسی بن علی سے پیچھے دیگر کئی سندیں ہیں۔

لیکن کسی ایک بھی سند میں " ثلاثۃ " کا لفظ نہیں سوائے مذکورہ سند کے ، جو اسے شاذ و منکر ثابت کرتی ہے، اور یہ عین ممکن ہے کہ یہ لفظ زید بن الحباب کے کثرتِ خطاء یا موسی بن علی (صدوق ربما اخطاء) کی وجہ سے ہو، اور روایت میں زید بن الحباب اور موسی بن علی دونوں کا تفرد ہے لہذا ثابت ہوا کہ " ثلاثۃ ایام " کے الفاظ شاذ و منکر ہیں والحمدللہ۔

اس روایت پر مزید بحث :

امام الحافظ ابن عبد البر (ت ٤٦٤) رحمہ اللہ نے کہا:

يومُ عَرَفَةَ فی هذا الحديث غير محفوظ
التمهيد :١٦٣/٢١ .

علامہ القسطلانی (ت ٨٢٣) رحمہ اللہ نے کہا:

زيادةُ : 'يَومُ عَرَفَةَ' في حَديثِ (أيّامُ التَّشريقِ أيّامُ أكْلٍ وشُربٍ) زيادة شاذة
ارشاد الساری: ٧/٥

" یوم عَرَفہَ " کے الفاظ موسی بن علی سے کئی سندوں سے آئے ہیں پھر بھی محدثین نے اسے شاذ قرار دیا۔اسی طرح اس روایت میں " ثلاثۃ " کا لفظ بھی شاذ ہے، کیونکہ اس کی کوئی معتبر متابعت موجود نہیں واللہ اعلم۔

اس سے ثابت ہوا کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب کی " ایام تشریق کی تعیین " والی روایت شاذ و ضعیف ہے بلکہ خود کفایت اللہ سنابلی صاحب کے اصول سے بھی مردود ہے لہذا یہ روایت حجت نہیں بن سکتی کیونکہ ضعیف روایت حجت نہیں ہوتی

اللہ تعالی ہمیں ہمیشہ حق کا دفاع کرنے کی اور حق کہنے کی توفیق سے نوازے۔

آمین اللھم آمین

واقعہ فدک اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی

تحریر و تحقیق
حیدر علی السلفی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

رافضی، ایرانی، مجوسی ازل سے ہی یہود کے آلہ کار بن کر اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو داغ دار کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، اور اپنی جہالت اور بغض صحابہ کی بنیاد پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حرف تنقید بناتے ہیں، اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ نے اہل بیت کے ساتھ سخت اور ظالمانہ سلوک کیا، اور افسوس اس بات کا ہے کہ اہل سنت کی صفوں میں بھی ایسے منافق، رافضی شامل ہیں، جنہوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی اور صحابہ پر طعن زنی شروع کر دی، المختصر رافضی شیعہ کا باطل عقیدہ و نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شیخین ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے ان کو وراثت بھی نہ دی گئی، اہل بیت پر ستم ڈھائے گئے آیئے اس جھوٹ کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں، اس ضمن میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَم بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ، وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِکَ فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ، وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْکَ الْأَشْهُرَ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَکَ كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَکَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَمَا عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي، وَاللَّهِ لَآتِيَنَّهُمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَکَ وَمَا أَعْطَاکَ اللَّهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْکَ خَيْرًا سَاقَهُ اللَّهُ إِلَيْکَ، وَلَكِنَّکَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ، وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبًا حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ، وَلَمْ أَتْرُکْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِي بَكْرٍ: مَوْعِدُکَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ، فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ، وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ،

ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِي بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَىأَبِي بَكْرٍ وَلَا إِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ وَلَكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ نَصِيبًا، فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا، فَوَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا، فَسُرَّ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا: أَصَبْتَ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا حِينَ رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوفَ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی مال سے کھاتی رہے گی اور میں، اللہ کی قسم! جو صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تبدیلی نہیں کروں گا۔ جس حال میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں ، میں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینہ تک زندہ رہیں۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھیرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔

اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی
پھر انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا
آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ
ان کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ
کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ
میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو اللہ کی قسم! ضرور ان کی پاس جاؤں گا۔ آخر
آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کو گواہ کیا
اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
بخشا ہے سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم
نے اس میں کوئی مقابلہ بھی نہیں کیا، لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی
(کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ
ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گئی
اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی
مجھے اپنی قرابت سے صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور لوگوں
کے درمیان ان اموال کے سلسلہ میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق
اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے
اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت
کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے
اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت
نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا
تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا
حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کا
باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے فضل و کمال کا انکار
مقصود تھا۔

جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کرلی ہے۔

صحیح البخاری رقم الحدیث: 6730، 1759

نوٹ: یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی مقامات پر مختصراً اور تفصیلاً اور درج ذیل کتب احادیث میں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے اور دیگر رواۃ سے بیان کی گئی ہے۔

البیہقی: 12732، النسائی فی الکبری: 4443، المجتبی: جلد:7 صفحہ:132، ابن حبان: 4823، ابن الجارود جلد:1 صفحہ:276، مسلم: 1759، ابو داود: 2970، البیہقی: 12733، شرح معانی الآثار: 2/4،

الطبرانی فی الکبیر: 1/90، مسند ابو بکر :38، صحیح البخاری: 4241، صحیح البخاری: 4036، صحیح البخاری: 3712، صحیح البخاری: 6726، صحیح مسلم: 4582، صحیح مسلم: 4579، صحیح مسلم: 4580، سنن ابی داود: 2976، سنن ابی داود: 2968، سنن النسائی الصغری: 4146، مؤطا امام مالک روایۃ ابن القاسم: 372، الاستذکار: 1873

اس روایت میں ان الفاظ کو بیان کر کے صحابہ پر طعن کیا جاتا ہے۔

فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ.

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا، اس پر فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی،

"فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں"

اس جملہ کو اٹھا کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نشانہ تنقید بنایا جاتا ہے۔ آیئے اس جملہ کی حقیقت کا جائزہ ملاحظہ فرمائیں، یہ حدیث ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے بیان کی گئی ہے اس میں ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کے مدرج الفاظ ہیں جو حدیث کے متن میں شامل ہو گئے ہیں ، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی بھی حدیث میں مذکورہ الفاظ نہیں ہیں ، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے، اور آپ کا ادراج بہت معروف ہے۔ رہی بات "وفات تک انہوں نے کوئی بات نہیں کی" اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا باپردہ باحیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں، ان کو ضرورت ہی نہیں وہ غیر محرم سے بات چیت کریں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے لیے غیر محرم تھے لہذا وفات تک بات چیت نہیں کی کا پہلا مطلب ان کو ضرورت ہی نہیں تھی بات کرنے کی دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دوبارہ وراثت کے بارہ میں کوئی بات نہیں کی والحمدللہ۔

کیا کوئی احمق آدمی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اس واقعہ فدک سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ سے بات چیت کیا کرتی تھی وہ بھی بغیر کسی ضرورت کہ؟

اگر نہیں تو پھر اس بات کو بنیاد بنا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرف تنقید کیوں بنایا جاتا ہے؟

نیز یہ ادراج سیاق و سباق سے بھی واضح ہو رہا ہے۔اس دعویٰ کے مدعیان سے چند سوالات:

سیدہ فاطمہ حضرت ابوبکر کے پاس واقعہ فدک کے حوالہ سے پردہ میں گئیں تھیں یا بے پردہ؟

ہمارا ایمان ہے کہ حالت پردہ میں تھیں ، اب سوال یہ ہے کہ امام زہری رحمہ اللہ کو کیسے پتہ چلا کہ فاطمہ ابوبکر سے ناراض ہیں؟

امام زہری رحمہ اللہ نے سیدہ فاطمہ کی خاموشی سے یہ اندازہ کیسے لگا لیا کہ سیدہ فاطمہ ناراض ہوگئیں ہیں؟

کسی بھی شخص کے غصہ کا احساس اس کے چہرہ سے یا دوسری حرکات سے معلوم کیا جاتا ہے راوی نے کیسے معلوم کیا کہ فاطمہ ابوبکر سے ناراض ہیں؟

سیدہ فاطمہ نے اس موقع پر کوئی الفاظ نہیں بولے راوی کو آخر کس طرح سیدہ فاطمہ کے دل کی بات معلوم ہوگئی کہ آپ ناراض ہیں ؟

اگر سیدہ فاطمہ ناراض ہوئیں تو کس سے حضرت ابوبکر صدیق پر ؟

یا اپنی ذات پر؟ یا رسول اللہ پر ؟

کیونکہ ایسی کوئی صریح وضاحت موجود نہیں ہے اور وفات تک بات نہ کی کا ہم جواب دے چکے ہیں۔

اگر حضرت ابوبکر صدیق پر ناراض ہوئیں تو نص حدیث سے سیدہ فاطمہ کی زبان مبارک سے ناراضگی کے الفاظ کیا ادا ہوئے؟

ہمارا ایمان ہے کہ سیدہ فاطمہ کبھی بھی اپنے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر غصہ نہیں ہو سکتیں ، اور وہ بھی دنیا کی ایک ملکیت کے لئے، یہ ایک ناممکن بات ہے۔

ناراضگی کے الفاظ راوی کے اپنے ہیں، سیدہ کی اپنی زبان سے ایسا کوئی لفظ ادا نہیں ہوا، اور یہ بھی غور طلب بات ہے کہ ناراضگی کے الفاظ صرف ایک راوی ''ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ'' سے ہی مروی ہیں۔ جبکہ یہی واقعہ کئی کتب میں مختلف راویوں سے بھی مروی ہے، کسی دوسرے نے ناراضگی کے الفاظ ذکر نہیں کئے۔ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے یہ روایت کرتے وقت اپنا گمان بیان کیا ہے۔ سیدہ فاطمہ کی ناراضگی کا یقین صرف اس ایک راوی ''ابن شہاب الزہری'' کو کیسے ہوا؟

جبکہ وہ موقعہ پر موجود بھی نہ تھا۔

زہری رحمہ اللہ کے ادرج کی دلیل:

ثقہ محدث،امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی سند صحیح کے ساتھ اضافی متن "یعنی زہری کے ادراج " کو نقل کرنے سے پہلے قال کا صیغہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ بِبَغْدَادَ، أنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أنا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ، وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ؛ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ " وَاللهِ إِنِّي لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ بَعْدُ إِلَّا صَنَعْتُهُ.

(قَالَ): فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ، فَدَفَنَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْلًا، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: فَكَانَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا انْصَرَفَ وُجُوهُ النَّاسِ عَنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ.

(قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ) : كَمْ مَكَثَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سِتَّةَ أَشْهُرٍ ، فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ: فَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا؟ قَالَ: وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ .

السنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث:12732

بریکٹ میں آپ دونوں الفاظ "قال" اور "قلت للزہری" ملاحظہ فرمائیں، یہاں معمر نے زہری رحمہ اللہ سے اس اضافی متن کو قال اور قلت کے صیغہ سے بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اصل حدیث علیحدہ ہے اور یہ خفاء ہو گئیں والے الفاظ علیحدہ ہیں، اور اس کے ساتھ زہری رحمہ اللہ کے ادراج کا واضح ثبوت مل گیا ہے، یہ ادراج، متن حدیث میں قلمی نسخوں کی جمع و ترتیب کے دوران داخل ہو کر رائج ہو چکا ہے البتہ اہل علم اس کو باخوبی جانتے ہیں۔

یہ جواب صحیحین کی احادیث کا ہے۔

دوسری دلیل:

عن ابن جريج و عمرو بن دينار أن حسن بن محمد أخبره أن فاطمة بنت النبي صلي الله عليه و سلم دفنت بالليل قال فر بها علي من أبي بكر أن يصلي عليها كان بينهما شيء.

حسن ابن محمد یعنی محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے نقل ہوا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ: رسول خدا کی بیٹی کو رات کو دفن کیا گیا تا کہ ابو بکر ان کے بدن پر نماز نہ پڑھ سکے ، کیونکہ ان دونوں کے درمیان ناراضگی تھی۔اس لیے خود فاطمۃ الزہرا نے اس بات کی وصیت کی تھی۔

المصنف عبد الرازق رقم الحدیث: 6554 ، 6555

جواب:

یہ روایت سخت ضعیف ہے،ضعف کا سبب ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی علت:

اس روایت میں امام عبدالرزاق مدلس ہیں مدلس کا عنعنہ مردود ہے، لہذا ثابت ہوا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

دوسرا راوی ابن جریج بھی مدلس ہے عنعنہ مردود ہے لہذا سند ضعیف ہے۔

دوسری علت:

یہ روایت مرسل ہے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی وفات کے وقت محمد بن حنفیہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، لہذا ناقابل استدلال ہے، جیسا کے شیعہ کفر ابی طالب کی صحیح بخاری کی روایات کو ابن عباس اور ابنِ عمر کے بچپن اور پیدائش سے پہلے کا واقعہ بنا کر پیش کر کے انکار کرتے ہیں لہذا ان کے اصول کے بھی برعکس ہے۔

تیسری دلیل

ابن قتیبہ کی روایت میں آیا ہے کہ جب ابو بکر اور عمر عیادت کے لیے گھر آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی، تو انھوں نے ناچار ہو کر علی سے بات کی۔ علی نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بات کی تو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دیا کہ :البیت بیتک. یہ گھر آپ کا گھر ہے۔

آپ کو اختیار ہے کہ جس کو مرضی ہے گھر لائیں۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کرنے کے لیے ان دونوں کو گھر میں آنے کی اجازت دے دی تا کہ بعد میں وہ نہ کہیں کہ ہم تو رسول خدا کی بیٹی کو راضی کرنے کے لیے گئے تھے، لیکن علی نے ہی ہمیں اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی،جب ان دونوں نے معذرت کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبول نہیں کیا، بلکہ ان سے یہ اعتراف لیا کہ:

نشدتكما الله ألم تسمعا رسول الله يقول: رضا فاطمة من رضاي و سخط فاطمة من سخطي فمن أحب فاطمة ابنتي فقد أحبني و من أ رضي فاطمة فقد أرضاني و من أسخط فاطمة فقد أسخطني.

میں تم دونوں کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ کیا تم دونوں نے رسول خدا سے نہیں سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ: فاطمہ کا راضی ہونا، میرا راضی ہونا ہے اور اس کا ناراض ہونا، میرا ناراض ہونا ہے۔ جو بھی میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرئے اور اس کا احترام کرئے، تو اس نے مجھ سے محبت کی ہے اور میرا احترام کیا ہے اور جو فاطمہ کو راضی کرے تو اس نے مجھے راضی کیا ہے اور جو فاطمہ کو ناراض کرے تو اس نے مجھے ناراض کیا ہے۔

ابو بکر اور عمر دونوں نے اعتراف کیا کہ: ہاں ہم نے اس بات کو رسول خدا سے سنا ہے، نعم سمعناه من رسول الله صلي الله عليه و سلم، یہ اعتراف لے کر صدیقہ طاہرہ نے فرمایا کہ:

فإني أشهد الله و ملائكته أنكما أسخطتماني و ما أرضيتماني و لئن لقيت النبي لأشكونكما إليه.

میں اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے اذیت دی اور ناراض کیا ہے اور میں اپنے والد رسول خدا سے ملاقات میں تم دونوں کی شکایت کروں گی۔

اور مزید فرمایا کہ:

و الله لأدعون الله عليک في كل صلاة أصليها.

اللہ کی قسم میں ہر نماز کے بعد تم دونوں پر اظہار نفرت کرتی ہوں۔

الامامت و السیاست جلد: 1 صفحہ: 17، باب کیف کانت بیعت علی رضی اللہ عنہ

جواب:

اول: یہ کتاب ہی جھوٹی ہے جو ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

دوم: یہ سارا واقعہ بغیر سند کے بیان کیا گیا ہے "قال و ان ابا بکر رضی اللہ تعالی عنہ ......الخ " لہذا مردود ہے۔

امامت والسیاست ، تحقیق علی شیری مطبوعہ دار الاضواء بیروت لبنان جلد:1صفحہ: 30

کس نے کہا؟ کب کہا؟ کچھ معلوم نہیں ہے لہذا کالا جھوٹ ہے ، مصنف کتاب ابو قتیبہ 213 ہجری میں پیدا ہوئے۔

امامت والسیاست ، تحقیق علی شیری مطبوعہ دار الاضواء بیروت لبنان جلد:1صفحہ: 12

اور یہ واقعہ 11 ہجری میں پیش آیا درمیان میں 202 سال ہیں ان کی سند نہیں ہے۔

چوتھی دلیل:

ابن قتیبہ دینوری نے اپنی کتاب تاویل مختلف الحدیث میں لکھا ہے کہ:

و قد طالبت فاطمة رضي الله عنها أبا بكر رضي الله عنه بميراث أبيها رسول الله صلي الله عليه و سلم فلما لم يعطها إياه حلفت لا تكلمه أبدا و أوصت أن تدفن ليلا لئلا يحضرها فدفنت ليلا.

فاطمہ نے اپنے والد رسول خدا کی میراث کو ابو بکر سے مانگا، پس جب ابو بکر نے میراث دینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے قسم کھائی کہ اب وہ اس سے بات نہیں کریں گی، اور وصیت کی کہ مجھے رات کو دفن کرنا تا کہ ابو بکر میرے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔

تاویل مختلف الحدیث جلد: 1 صفحہ: 300، تحقیق: محمد زہری النجار، ناشر: دار الجیل، بیروت

جواب :

یہ بھی رافضیوں کا سیاہ جھوٹ ہے، اصل میں واقعہ کچھ طرح پیش آیا کہ، اس وقت کے رافضیوں نے صحیح حدیث "لا نورث" اور قرآن مجید کی آیات کا آپس میں ٹکراؤ پیدا کر دیا تھا اور کہا کہ حدیث کہتی ہے۔

قالوا رؤیتم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالإنا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقه.

ہم انبیاء کی جماعت وارث نہیں بناتے ہمارا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہے ۔

و ھذا خلاف قول اللہ عزوجل حکایة عن زکریا" وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا "

اور کہنے لگے دیکھو یہ تو قرآن مجید کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ زکریا علیہ السلام نے نبی ہو کر اپنے لیے صاحب وراثت طلب کیا ہے نیز ۔

و خلاف قولہ عزوجل" وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ ".

قرآن مجید سلیمان علیہ السلام کو داؤد علیہ السلام کا وارث کہتا ہے ، جبکہ حدیث اس کے برعکس ہے، کونسی حدیث اس کے برعکس ہے ؟رافضی وہ بیان کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

قالوا: و قد طالبت فاطمته رض أبا بکر رضی بمراث أبیہا رسول اللہ فلما لم یعطھا ایاہ حلفت لا تکلمه أبدا و أوصت أن تدفن لیلا لئلا یحضرھا فدفنت لیلا.

کہا انہوں نے"رافضیوں" نے فاطمہ جب ابو بکر کے پاس اپنے باپ رسول اللہ کی میراث لینے گئی تو ابو بکر نے وراثت نہ دی تو انہوں نے حلف اٹھالیا کے وہ ہمیشہ ابو بکر سے کلام نہیں کرئے گی اور وصیت کی کہ ان کو رات کے وقت دفن کیا جائے، ان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔

صاحب کتاب امام قتیبہ رحمہ اللہ نے اس رافضی اعتراض کو پہلے بیان کیا پھر اس کی وضاحت کی اور کہا

قال ابو محمد و نحن نقول : ان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم" انا معشر انبیاء لا نورث " لیس مخالف لقول زکریا علیہ السلام.

ابو محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان لا نورث اور حضرت زکریا علیہ السلام ، سلیمان علیہ السلام کے واقعات مخالف نہیں ہیں۔

فھب لی من الدنک الولیاء---- آل یعقوب" لان زکریا علیہ السلام لم یرد" یرثنی مالی"

زکریا علیہ السلام نے نبوت کا وارث مانگا تھا "لم یرد یرثنی مالی " مال کا وارث نہیں مانگا۔

تاویل مختلف الحدیث جلد: 1، صفحہ: 300، تحقیق: محمد زہری النجار بیروت لبنان

پورا واقعہ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں ، اس واقعہ میں امام ابن قتیبہ نے رافضیوں کا اعتراض بیان کیا اور ان کذابوں نے اس کو اہل سنت کی روایت بنا کر سادہ لوح عوام کو پیش کر دیا کہ تمہارے محدثین نے یہ لکھا ہے، حالانکہ انہوں نے ان کے اعتراض کو بیان کرنے کے لیے "قالوا" کے الفاظ بھی بیان کئے ہیں۔

یہ وراثت امہات المؤمنین، ازواج مطہرات نے بھی مانگی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بھی یہی جواب دیا جو سیدہ فاطمۃ الزہرا کو دیا تھا۔

وعن عائشة رضی الله عنها أن أزواج النبی ﷺ حين توفي رسول الله ﷺ أردن أن يبعثن عثمان إلى أبي بكر يسئلنه ميراثهن، فقالت عائشة أليس قد قال رسول الله ﷺ: لانورث ماتركنا صدقة.

ازواج مطہرات اور وراثت:

ازواج مطہرات، امہات المؤمنین نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے دیا جائے ، مگر ان کو بھی وہی جواب دیا گیا جو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا گیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غاصب کہنے والوں کو شرم آنی چاہیے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو آپ ﷺ کی بیویوں نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کو ابوبکر کے پاس بھیجیں اور اپنے ورثہ کا مطالبہ کریں تو اس وقت میں (عائشہؓ) نے اُن کو کہا: کیاتم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

صحیح البخاری: رقم الحدیث:6730 ، مسلم رقم الحدیث:1758،51، مؤطا امام مالک رقم الحدیث:44

انبیاء علیہم السلام کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے شیعہ مذہب میں بھی اسی طرح ہے ، شیعہ کتاب اصول الکافی میں لکھا ہے:

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن ألعلماء ورثة ألانبياء، إن ألانبياء لم يورثوأ ديناراً ولا درهما ولكن ورثوأ العلم فمن أخذا منه أخذا بحظ وفرأ.

علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء دریم و دینار کو ترکہ نہیں چھوڑتے ان کی وراثت علم ہے اس میں سے جتنا کسی نے حاصل کیا اتنا ہی وافر پایا۔

اصول کافی جلد:1 صفحہ:34 باب ثواب العالم و المتعلم

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناراضگی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ، جنازہ میں عدم شرکت کا قصہ صرف اس لئے بنایا گیا ہے کیونکہ شیعہ کے زعم کے مطابق حضرت فاطمہ فدک کی وجہ سے آپ سے ناراض تھیں، کیونکہ اگر یہ ثابت ہوجائے۔ سیدہ فاطمہ حضرت ابوبکر سے راضی تھیں تو شیعوں کے لئے طعن کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اول تو ناراض ہونا ثابت ہی نہیں البتہ اگر کوئی باضد ہے تو اس کیلئے ہم اہل السنہ اور شیعہ کی کتب سے سیدہ فاطمہ کا حضرت ابوبکر سے راضی ہونے کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے جب سیدہ فاطمہ کا کلام سنا تو حمد بیان کی اور درود پڑھا اور پھر حضرت فاطمہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے افضل عورتوں سے افضل اور بیٹی اس ذات مقدس کی جو سب سے افضل ہے۔ میں نے رسول کی رائے سے تجاوز نہیں کیا۔ اور نہیں عمل کیا میں نے ،مگر رسول کے حکم پر۔ بے شک تم نے گفتگو کی اور بات بڑھا دی اور سختی اور ناراضگی کی۔ اب اللہ معاف کرے ہمارے لئے اور تمہارے لئے۔ اور میں نے رسول کے ہتھیار اور سواری کے جانور علی کو دے دیئے لیکن جو کچھ اس کے سوا ہے اس میں، میں نے رسول کریمﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ :

انا معاشر الانبیاء لا نورث ذہباً ولا فضة ولا ارضاً ولا عقاراً ولا داراً ولکنا نورث الایمان والحکمة والعلم والسنة وعملت بما امرنی ونصحت.

ہم جماعت انبیاء نہ سونے کی میراث دیتے ہیں نہ چاندنی کی، نہ زمین کی، نہ کھیتی کی اور نہ مکان کی میراث دیتے ہیں لیکن ہم میراث دیتے ہیں ایمان اور حکمت اور علم اور سنت کی اور عمل کیا میں نے اس پر جو مجھے حکم کیا تھا (رسول نے) اور میں نے نیک نیتی کی، اس کے بعد حضرت فاطمہ نے یہ فرمایا کہ حضورﷺ نے فدک کو ہبہ کر دیا تھا جس پر انہوں نے علی اور ام ایمن کو گواہ پیش کیا۔ جنہوں نے گواہی دی پھر عمر آئے۔ انہوں نے اور عبدالرحمن بن عوف نے یہ گواہی دی کہ حضور فدک کی آمدنی تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس پر حضرت صدیق اکبر نے فرمایا۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاخذ من فدک قوتکم و یقسم الباقی و یحمل فیہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بہاکما کان یصنع فرضیت بذلک واخذت العہد علیہ بہ وکان یاخذ غلتہا فیدفع الیہم منہاما یکفیہم ثم فعلت الخلفاء بعدہ ذلک.

تم سب سچے ہو، مگر اس کی وضاحت یہ ہے کہ رسول اللہﷺ فدک کی آمدنی سے تمہارے گزارے کے لئے رکھ لیتے تھے، اور باقی جو بچتا تھا اس کو تقسیم فرما دیتے تھے ۔

اور اللہ کی راہ میں اس میں سے اٹھا لیتے تھے اور میں تمہارے لئے اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ فدک میں وہی کروں گا جو رسول کرتے تھے تو اس پر فاطمہ راضی ہوگئیں اور فدک میں اسی پر عمل کرنے کو ابوبکر سے عہد لے لیا اور ابوبکر فدک کی پیداوار کرلیتے تھے اور جتنا اہل بیت کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے اور پھر ابوبکر کے بعد اور خلفاء نے بھی اسی طرح کیا۔

شرح نہج البلاغہ مسیم بحرانی مطبوعہ ایران، جلد: 35 صفحہ :544، در نجیفہ شرح نہج البلاغہ مطبوعہ طہران صفحہ: 33، حدیدی شرح نہج البلاغۃ جلد:2 جزو: 16صفحہ: 296، فارسی شرح نہج البلاغہ، فیض الاسلام جلد: 5صفحہ: 960

کیا ابو بکر غاصب تھے؟

اکثر رافضی شیعہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق معاذاللہ غاصب تھے اور اہلبیت کا حق غصب کر گئے تھے، آیئے اس جھوٹ کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں۔

نہج البلاغہ کی شرح میں لکھا ہے کہ:

ابوبکر غلہ و سود آنرا گرفتہ بقدر کفالت باہل بیت علیہم السلام میداد''

ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہلبیت کا خرچ ان کی ضرورت کے مطابق دیا کرتے تھے۔

شرح نہج البلاغہ جلد :5 صفحہ: 960 از علی نقی فیض الاسلام، در نجفیہ صفحہ: 332

وكان ابوبكر ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها ما يكفيهم.

ابوبکر فدک کی آمدنی سے اہل بیت کو دیتے تھے جو ان کو کافی ہوجاتا تھا۔

شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد:2 صفحہ: 296

ان شیعہ علماء کے اعتراف سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ نے باغ فدک میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے ، آپ نے فدک میں کوئی خیانت نہیں کی نہ اس کو غصب کیا۔

سیدہ فاطمہ کا خوش ہونا۔
اول تو ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں ہی نہیں ہیں، اگر کوئی باضد ہے تو ہم اس کا شوق بھی پورا کر دیتے ہیں، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے آخری ایام میں شیخین ان کے پاس آئے اور ان سے معذرت کر کے ان کو راضی کر لیا تھا، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر کئی آئمہ نے نقل کیا ہے کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهابِ ، ثنا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَتَكِيُّ بِنَيْسَابُورَ، ثنا أَبُو ضَمْرَةَ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا فَاطِمَةُ، هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكِ، فَقَالَتْ: أَتُحِبُّ أَنْ آذَنَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَتْ لَهُ ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَتَرَضَّاهَا وَقَالَ: " وَاللهِ مَا تَرَكْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْأَهْلَ وَالْعَشِيرَةَ إِلَّا ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللهِ وَمَرْضَاةِ رَسُولِهِ وَمَرْضَاتِكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ "، ثُمَّ تَرَضَّاهَا حَتَّى رَضِيَتْ ،، هَذَا مُرْسَلٌ حَسَنٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

امام شعبی فرماتے ہیں :
جب حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں تو ابوبکر ان کو راضی کرنے کے لیے ان کے پاس آئے اور ان سے ملاقات کرنے کے لیے اجازت مانگی، علی نے فاطمہ سے فرمایا کہ: ابوبکر آپ سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگ رہا ہے، بی بی نے فرمایا کہ: کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ اس گھر میں داخل ہو ؟ علی نے فرمایا کہ: ہاں، پس فاطمہ نے یہ سن کر ابوبکر کو اجازت دے گی، ابوبکر گھر میں داخل ہوئے اور فاطمہ سے راضی ہونے کے لیے معافی مانگنا چاہتا تھا، ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے رشتے داروں وغیرہ کو، خداوند، رسول خدا اور ان کے اہل بیت کو راضی کرنے کے لیے چھوڑ دیا ہے، یہ سن کر فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

دلائل النبوة، للبیہقی جلد: 7صفحہ: 281 رقم الحدیث:12735، الاعتقاد والھدایہ الی سبیل الرشاد علی مذھب السلف واصحاب الحدیث، جلد:1 صفحہ: 354

اعتراض اور اس کا جواب :

اس کی سند مرسل ہے:

جواب:

مرسل شعبی قابل قبول ہیں امام ذھبی نے سیر اعلام النبلاء میں امام عجلی قول کو نقل کرنے کے بعد نکارت نہیں کی یعنی امام ذھبی نے بھی موافقت کی ہے اس موقف کی جیسا کہ امام ذھبی فرماتے ہیں :

كمراسيل: مجاهد، وإبراهيم، والشعبي. فهو مُرسَل جيِّد لا بأسَ به.

امام مجاہد، ابراہیم ، شعبی ان کی مراسیل جید ہیں ان میں کوئی حرج نہیں

الموقظة فی علم مصطلح الحدیث صفحہ: 40

امام ابو داؤد:

امام ابی داود فرماتے ہیں:

قلت لأبي داود : مراسيل الشعبي أحب إليک أو مراسيل إبراهيم ؟

قال : مراسيل الشعبي .

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ابراہیم کی مرسل کی نسبت شعبی کی مراسیل کو اختیار کیا۔

سؤالات الآجری: 1/219

شیعہ کتب سے روایات:

پہلی روایت:

ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغہ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ او رحضرت فاطمہؓ کی باہمی بات چیت منقول ہے ۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہیں:

قال إن لک ما لأبيک كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدک فوتكم
و يقسم الباقي و يحمل منه في سبيل الله ولک على الله أن أضع بها
كما كان يصنع فرضيت بذلک وأخذت العهد عليه.
سیدناابو بکر صدیقؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے کہا کہ آپ کے لیے حقوق وہی ہیں جو آپ کے والدِ گرامی کے لیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فدک کی پیداوار سے آپ لوگوں کا خرچ خوراک علیحدہ کرکے باقی ماندہ آمدن کو محتاجوں میں بانٹ دیتے تھے اور کچھ حصہ سے اللہ کی راہ میں سواری اور ہتھیار وغیرہ خریدا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپ کا مجھ پر حق ہے۔فدک کے بارے میں وہی کچھ کروں گا جو طریقہ خود رسول اللہ ﷺ اختیار فرماتے تھے۔پس اس چیز پر وہ ابو بکر صدیقؓ سے راضی ہوگئیں اور اس پر اُنہوں نے ابو بکرؓ سے پختہ وعدہ اور اقرار لے لیا۔
شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی : جلد:5 صفحہ:107
دوسری روایت:
مشہور شیعہ عالم اور شارح نہج البلاغہ ابراہیم بن حاجی حسین بن علی انبلی لکھتے ہیں:
وذلک إن لک ما لأبيک كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدک قوتكم
و يقسم الباقي و يحمل من في سبيل الله ولک على الله أن أصنع بها
كما كانا يصنع فرضيت بذلک وأخذت العهد عليه به.
حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک کے بارے میں مطمئن کرتے ہوئے فرمایا : آپ کے والدِ گرامی کے لیے جو حقوق تھے وہی آپ کے لیے طے شدہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فدک کی پیداوار سے تمہارے اخراجات الگ کرلیتے تھے اور باقی کو حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیتے تھے اور اللہ کی راہ میں اس سے سواری وغیرہ خرید لیتے تھے۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے مجھ پر آپ کا حق ہے کہ فدک کے متعلق میں وہی طریقہ اپناؤں جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رکھا تھا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خوش اور راضی ہوگئیں۔ اور اس چیز کی پابندی کا حضرت ابو بکرؓ سے پکا اقرار نامہ اور پختہ وعدہ لے لیا۔
درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ صفحہ:331 ، 332

تیسری روایت:

شیعہ کی معتبر کتاب حجاج السالکین میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ فاطمہؓ کو نہ صرف راضی کیا، بلکہ سیدہ فاطمہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے اس صحیح فیصلہ کو تسلیم بھی کیا تھا جیسا کہ روایت ہے:

إن أبابكر لما رأى أن فاطمة انقبضت عنه وهجرته ولم تتكلم بعد ذلک في أمر فدک كَبُرَ ذلک عنده فأراد استرضاءها فأتاها فقال لها: صدقت يا ابنة رسو ل الله ﷺ فيما ادعيت ولكنی رأيت رسول الله ﷺ يقسمها فيعطى الفقراء والمساكين وابن السبيل بعد أن يعطى منها قوتكم والصانعين فقالت: افعل فيها كما كان أبي رسول الله ﷺ يفعل فيها. قال أشهد الله علي أن أفعل فيها ما كان يفعل أبوک فقالت: والله لتفعلن فقال والله لأفعلن فقالت اللهم اشهد اللهم اشهد فرضيت بذلک وأخذت العهد عليه وكان أبوبكر يعطيهم منها قوتهم فيعطى الفقرآء والمسكين.

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حضرت فاطمہؓ کشیدہ خاطر ہوگئی اور بات کرنا چھوڑ دیا تو یہ بات ابو بکرؓ کو ناپسندیدہ گزری اور جناب فاطمہؓ کو رضا مند کرنے کی غرض سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور کہا: آپ نے بلا شبہ سچ کہا، اے رسول اللہ کی بیٹی! لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپؐ فدک کی پیداوار کو تقسیم کردیا کرتے تھے، محتاجوں، مسکینوں او رمسافروں کو دے دیا کرتے تھے۔ جب کہ پہلے آپ اہل البیت کو خرچ دیتے تھے پھر کام کرنے والوں کو بھی اس سے دیتے تھے۔ جناب فاطمہؓ نے کہا آپ بھی ایسا ہی کریں جیسا میرے والد ماجد رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے تو ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا : میں اللہ تعالی کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا: آپ اللہ کی قسم کھاتے ہو کہ ایسے ہی کرو گے تو ابو بکرؓ نے کہا :اللہ کی قسم ایسا ہی کروں گا۔اس پر حضرت فاطمہؓ نے کہا:اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے اُن سے عہد لے لیا ۔ ابو بکر صدیقؓ پہلے ان کو خرچ مہیا کرتے او ربعد میں غرباء و مساکین میں تقسیم کردیتے۔

آفتابِ ہدایت:صفحہ:251

توضیح الکلام:
فدک کے متعلق حضورﷺ کے طرز عمل اور صدیق اکبر کے طرز عمل میں کوئی تفاوت نہیں تھا، حضرت فاطمہ صدیق اکبر سے راضی تھیں اور صدیقی طرز عمل آپ کو پسند تھا۔ ان روایات سے جو شیعہ کی معتبر مذہبی کتب کی ہیں ، بالکل واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا ہے کہ سیدہ فاطمہ قضیہ فدک میں حضرت صدیق سے اور ان کے اس فیصلہ سے جو انہوں نے حدیث رسول کے ماتحت کیا راضی ہوگئیں اور سیدہ نے اس امر کا حضرت ابو بکر سے عہد بھی لے لیا کہ ابو بکر فدک کی آمدنی سے اہل بیت کے اخراجات پورے کریں گے۔ ایسی صاف و صریح رضامندی کے بعد بھی شیعہ حضرات جناب صدیق اکبر پر زبانِ طعن دراز کریں تو اس کا علاج واقعی کچھ نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ سیدہ کے راضی ہوجانے کے بعد کسی محب اہل بیت کے لئے تو یہ گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ صدیق اکبر رضی للہ تعالی عنہ پر طعن کرسکے، البتہ ناانصافی سے کام لینا دوسری بات ہے، اہل بیت کے اخراجات تمام عمر حضرت صدیق اکبر فدک کی آمدنی سے پورے کرتے رہے اور سیدہ اپنے اخراجات حضرت صدیق اکبر سے وصول کرتی رہیں اور ابو بکر صدیق کے طرز عمل کو سراہتی رہیں، نہ صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بلکہ تینوں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے رہے اور انہوں نے فدک میں وہ طرز عمل اختیار کیا جو حضور علیہ السلام اور ان کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اختیار کیا۔

کیا حضرت علی نے فدک تقسیم کیا؟

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تمام کتب تواریخ اس پر شاہد ہیں کہ فدک زمانہ علوی میں بھی اسی طرح رہا جیسے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں تھا اور حضرت علی رضی للہ عنہ نے بھی فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو صدیق اکبر رضی للہ عنہ نے جاری رکھا تھا۔ تو اگر حضرت صدیق اکبر رضی للہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں فدک غصب کرلیا تھا تو جناب علی مرتضیٰ رضی للہ عنہ کا فرض تھا کہ وہ فدک کو تقسیم کرتے اور اس وقت جو اس کے وارث موجود تھے، ان کو دے دیتے اور جو ناجائز بات چلی آرہی تھی۔

اور جو ظلم روا رکھا گیا تھا، اس کو اپنے دورِ خلافت میں ختم کردیتے کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام کے لئے پانچ امر ضروری ہیں۔

1۔خوب وعظ کہنا۔

2۔لوگوں کی خیر خواہی میں خوب قوت صرف کرنا

3۔نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کرنا

4۔سزائوں کے حق داروں کو سزا دینا

5۔حق داروں کو ان کے حقوق واپس لوٹا دینا۔

نہج البلاغہ مصری، جلد: 1، صفحہ: 202

اسی طرح رجال کشی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مذکور ہے

انی اذا بصرت شیئا منکراً او قدت نارا و دعوت قنبراً

جب میں خلافِ شریعت کام دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں۔

رجال کشی صفحہ: 199

اسی بناء پر آپ نے ان لوگوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جو آپ کو خدا کہنے لگ گئے تھے پھر فرماتے ہیں ۔

ولا المعطل للسنۃ فیہلک الامۃ۔

امام ایسا نہیں ہونا چاہئے جو پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دے، ورنہ اُمت ہلاک ہوجائے گی۔

نہج البلاغہ صفحہ: 398

لیکن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فدک میں وہی طریقہ جاری رکھا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا یہ اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فدک میں صدیقی طرز عمل حق و صواب تھا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیقی طرز عمل کو بالکل شریعت اسلامیہ کے مطابق جانتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ حضرات کا صدیقی خلافت میں غصب فدک کا بیان کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت پر شرمناک حملہ ہے۔ کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ صدیق اکبر رضی للہ عنہ نے فدک غصب کرلیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی یہ الزام قائم ہوگا۔

انہوں نے فدک کو صدیقی خلافت کے دستور پر جاری رکھ کر امت و خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر غاصب فدک ثابت ہونگے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ غصب کے برقرار رکھنے والے۔

کیا غصب کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا غصب کو برقرار رکھنے والا؟ اور غاصبوں کے طرز عمل کی حکومت و سلطنت کے باوجود حمایت کرنے والا معاذ اللہ المختصر قضیہ فدک میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل دنیائے شیعیت پر بہت بھاری حُجت ہے۔ اگر صدیقِ اکبر رضی للہ عنہ کی خلافت پر اعتراض ہوگا تو سیدنا علی رضی للہ عنہ کی خلافت پر بھی وہی اعتراض آئے گا۔ پس جناب علی المرتضیٰ کا اراضی فدک کو اسی دستور پر رکھنا جس پر کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رکھا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور ان کے طرز عمل کی صحت پر دلیل مطلق ہے والحمدللہ۔

اس موقع پر شیعہ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ اہل بیت مال مغصوب واپس نہیں لیا کرتے لیکن یہ بات جھوٹ ہے۔

مجالس المومنین میں ملا نور للہ شوشتری نے لکھا ہے، عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور حکومت میں فدک امام باقر رحمہ اللہ کی تحویل میں دے دیا تھا۔ اگر بزعم شیعہ اہل بیت اشیائے مغصوبہ نہیں لیا کرتے تو امام باقر رحمہ اللہ نے جو شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں، فدک واپس لے کر اپنے آباؤ اجداد کے خلاف فعل کیوں سر انجام دیا؟

اس کے علاوہ امام علی مرتضیٰ نے خلافت مغصوبہ کو کیوں قبول کیا اور حضرت امام حسین خلافت مغصوب کی خاطر یزید سے کیوں لڑئے؟ چونکہ معصومین کا ایک سا حال ہوتا ہے تو اس جواب سے تو شیعوں پر بہت سے اعتراض پڑ جائیں گے۔ اس لئے آپ کو ماننا پڑے گا کہ فدک کو حضرت علی نے اس لئے تقسیم نہیں کیا کہ ان کے نزدیک صدیق و فاروق کا فیصلہ اور عمل صحیح احسن تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت علی ضرور اس فرض کو ادا فرماتے اور کسی حالت میں بھی کوتاہی نہ فرماتے۔

جس سے فاطمہ ناراض ہو:

شیعوں کا کہنا ہے کہ سیدہ فاطمہ جس سے ناراض ہو جائیں وہ خلیفہ کا مستحق ہی نہیں ہے۔ اگر تمہارا یہی قانون اور قاعدہ ہے تو پھر ہم شیعہ سے یہ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کئی بار ناراض ہوئی ہیں ان دونوں کی آپس کی ناراضگی کے بارے میں شیعہ کیا کہیں گیں، چند واقعات شیعہ اور اہل سنت کی کتب سے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا واقعہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ وہ باغ جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا ، بازار جاکر تاجروں کو فروخت کردو۔چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم پر اسے فروخت کردیا۔اور یہ رقم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کردی۔وہاں ایک اعرابی تھا اس نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے اس رقم میں سے چار ہزار چالیس درہم اس کو عطا کیے ۔تو یہ خبر مدینہ میں پھیل گئی۔لہذا تمام لوگ جمع ہو گئے ۔ اور ایک آدمی انصار میں سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس نے آپ کو مذکورہ واقعہ کی خبر دی۔تو آپ نے اسے دعا دی۔اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہاں بیٹھے ہوئے بقایا تمام رقم لوگوں میں تقسیم کردی۔یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رکھا ۔اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے میرے باپ کے باغ کو فروخت کردیا ہے؟تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں میں نے فروخت کردیا ہے۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا کہ رقم کہاں ہے؟تو آپ نے فرمایا ک میں نے اللہ کے راستہ میں تقسیم کردی ہے۔ اس کے جواب میں پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں بھوکی ہوں ہمارے بیٹے بھوکے ہیں اور آپ بھی ہماری طرح بھوکے ہیں اور ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے۔اور یہ کہہ کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فاطمہ مجھے چھوڑدے۔تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں چھوڑوں گی۔

یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان میرے ابا جان فیصلہ فرمائیں۔پس حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اور علی کو اللہ تعالی سلام فرماتا ہے۔اور آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کو فرما دیجئے کہ تیرے لیے یہ جائز نہیں کہ تو علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر مارے اور اس کے دامن کو نہ چھوڑے۔لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر آئے۔تو فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہا کادامن پکڑا ہوا تھا۔تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دامن کو کیوں پکڑا ہوا ہے۔پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے مذکورہ واقعہ سنایا تو اس پر آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی میرے پاس جبرائیل تشریف لائے تھے اور مجھے اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کو اللہ کا سلام پہنچایا اور فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرما دیجئے کہ تیرے لیے جائز نہیں ہے کہ تو حضرت علی کے ہاتھوں پر مارے لہذا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہا کو چھوڑدیا اور معافی مانگی۔

انوار نعمانیہ جلد:1 صفحہ: 48

دوسرا واقعہ:

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ کو شاہ حبشہ نے ایک لونڈی ہبہ کی انہوں نے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کردی۔ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس لونڈی کی گود میں تھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے ابو الحسن آپ نے اس سے جماع کیا ہے؟

آپ نے فرمایا خدا کی قسم اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس سے کچھ نہیں کیا۔تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراضگی کے عالم میں کہا کہ آپ مجھے رخصت دے دیں کہ میں اپنے والد گرامی کے گھر چلی جائوں،حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہا نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

انوار نعمانیہ جلد:1 صفحہ:43

تیسرا واقعہ:
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کی وجہ سے سیدہ فاطمہ ناراض ہوئیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الجَرْمِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، أَنَّ الوَلِيدَ بْنَ كَثِيرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ، حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ، حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ، لَقِيَهُ المِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: لاَ، فَقَالَ لَهُ: فَهَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ القَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللَّهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ، لاَ يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تُبْلَغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فَقَالَ: إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا، ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي، فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلاَلًا،

حضرت علی بن حسین(زین العابدین) سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس سے مدینہ طیبہ آئے تو انھیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ ملے اور کہا کہ اگر آپ کو کوئی ضرورت ہوتو مجھے حکم دیں؟میں نے ان سے کہا: مجھے کوئی حاجت نہیں۔ حضرت مسور رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرمائیں گے!مجھے خطرہ ہے مبادا کچھ لوگ آپ سے بہ زور چھین لیں؟اللہ کی قسم!اگر وہ آپ مجھے دے دیں گے تو جب تک میری جان باقی ہے اسے کوئی شخص چھین نہیں سکے گا۔ (پھر انہوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی کو پیغام نکاح دے دیا تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

میں ان دنوں بالغ تھا، آپ نے فرمایا: فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، مجھے اندیشہ ہے مبادا وہ اپنے دین کے متعلق کسی فتنے میں مبتلا ہو جائے۔ پھر آپ نے خاندان بنو عبد شمس والے داماد کاذکرکیا اور اس کی دامادی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "اس نے مجھ سے جو بات کہی سچی کہی، جو وعدہ کیا تو اسے پورا کیا۔ میں حلال چیز کوحرام نہیں کرتا اور حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔

صحیح البخاری رقم الحدیث: 3110

دوسری حدیث

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مِسْوَرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي .

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے منگنی کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا: آپ کی برادری کا خیال ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی حمایت میں غصہ نہیں فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کی دختر سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، میں اس وقت سن رہاتھا جب آپ نے خطبے کے بعد فرمایا:

اما بعد! میں نے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بیٹی کا نکاح کیا تواس نے مجھ سے جو بات کی اسے سچ کردکھایا۔

بے شک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرا جگر گوشہ ہے اور میں یہ گوارا نہیں کرتا کہ اسے رنج پہنچے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے عقد میں نہیں رہ سکتیں۔ "یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منگنی کو ترک کردیا۔ محمد بن عمرو نے مذکورہ حدیث بایں الفاظ بیان کی ہے: حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے بنوشمس کے اپنے ایک داماد کاذکرکیا اور دامادی میں اس کے عمدہ اوصاف کی تعریف فرمائی۔ آپ نے فرمایا: انھوں نے مجھ سے جو بات کہی اسے سچ کردکھایا اور مجھ سےجووعدہ کیا اسے پورا کر دکھایا۔

صحیح البخاری رقم الحدیث: 3729

توضیح الکلام:

غور کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جسم کا حصہ ہیں، جس نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دل دکھایا اس نے میرا دل دکھایا، ان ظالموں نے اصل واقعہ چھپا کر صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرنے کے لیے مشہور کیا حالانکہ اس وقت یہ الفاظ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ارشاد فرمائے گئے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں غور کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

✍: طلحہ سلفی حفظہ اللہ

إن الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله

قارئین کرام!

اسلام بہت ہی پیارے اصولوں پر مبنی مستقل ایک شریعت ہے اسلام پر اعتراضات بھی وہی لا علم لوگ کرتے ہیں جو اصولوں سے نا واقف ہوتے، منہج اہلِ حدیث کا بنیادی اُصولِ یہ ہے کہ:

"إتباع القرآن والسنة على فهم السلف"

یعنی ہم قرآن و حدیث کو اسلاف کے فہم پر سمجھنے کے قائل ہیں، ورنہ اگر اپنی عقلوں سے ہم قرآن و حدیث سے معنٰی و مفہوم کو اخذ کریں تو پھر ہر بندہ الگ الگ راہ اپناتا ہوا نظر آئے گا، کیونکہ سارے لوگ عقل میں یکساں نہیں ہوتے، بلکہ مختلف ہوتے ہیں، اس لئے لوگ قرآن و حدیث کے ساتھ کھلواڑ نہ کریں اس کے تحت ہمارا یہ پیارا اُصول ہے جس کو ہر عام و خاص ذہن نشین کر لے نہایت ضروری ہے۔

قرآنِ کریم:

اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن کریم میں موجود ہے:

وَالسّٰبِقونَ الأَوَّلونَ مِنَ المُهٰجِرينَ وَالأَنصارِ وَالَّذينَ اتَّبَعوهُم بِإِحسٰنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنهُم وَرَضوا عَنهُ وَأَعَدَّ لَهُم جَنّٰتٍ تَجرى تَحتَهَا الأَنهٰرُ خٰلِدينَ فيها أَبَدًا ذٰلِكَ الفَوزُ العَظيمُ .

سورۃ التوبہ:100

مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیروہ ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرا مقام:

مُحَمَّدٌ رَسولُ اللَّهِ وَالَّذينَ مَعَهُ أَشِدّاءُ عَلَى الكُفّارِ رُحَماءُ بَينَهُم تَرٰىهُم رُكَّعًا سُجَّدًا يَبتَغونَ فَضلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضوٰنًا سيماهُم فى وُجوهِهِم مِن أَثَرِ السُّجودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُم فِى التَّورىٰةِ وَمَثَلُهُم فِى الإِنجيلِ كَزَرعٍ أَخرَجَ شَطـَٔهُ فَـٔازَرَهُ فَاستَغلَظَ فَاستَوىٰ عَلىٰ سوقِهِ يُعجِبُ الزُّرّاعَ لِيَغيظَ بِهِمُ الكُفّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذينَ ءامَنوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنهُم مَغفِرَةً وَأَجرًا عَظيمًا.

سورۃ الفتح:29

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں ہیں،ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے ان کی یہی مثال تو رات اور انجیل میں ہے۔ "لِيَغيظَ بِهِمُ الكُفّارَ" کے الفاظ ان لوگوں کے لیے شدید وعید اور خطرناک ہیں جو صحابہ کرامؓ کے متعلق ناراضگی رکھتے ہیں اور جن کے دلوں میں صحابہ کرامؓ کے بارے کینہ اور بغض و عداوت موجود ہے۔

تیسرا مقام:

لا يَستَوِى مِنكُم مَن أَنفَقَ مِن قَبلِ الفَتحِ وَقٰتَلَ أُولٰئِكَ أَعظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذينَ أَنفَقوا مِن بَعدُ وَقٰتَلوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الحُسنىٰ وَاللَّهُ بِما تَعمَلونَ خَبيرٌ .

سورۃ الحدید:10

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہواس سے اللہ خبردار ہے۔

احادیث صحیحہ:

رسولِ اکرمﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

بہترین زمانہ میرا ہے پھر اس سے متصل زمانہ اور پھر اس کے بعد کا زمانہ ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے الفاظ اس سے کچھ مختلف ہیں۔

خير أمتي القرن الذي بعثتُ فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم. والله أعلم ذكر الثالث أم لا.

میری اُمت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں میری بعثت ہوئی، اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد کے دور میں ہوں گے اور ان کے بعد وہ لوگ جو اس دوسرے زمانہ کےبعد میں آئیں گے۔راوی کا کہنا ہے کہ واللہ اعلم آپؐ نے تیسرے زمانے کا ذکر کیا یا نہیں۔

صحیح مسلم میں ہی حضرت عائشہؓ کی روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی ہے:

قالت: سأل رجل النبي ﷺ أي الناس خير؟ قال: القرن الذي أنا فيه ثم الثاني ثم الثالث.

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسولِ اکرمﷺ سے سوال کیا کہ بہترین لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا کہ میرے زمانے کے لوگ، پھر دوسرے اور پھر تیسرے زمانے کے لوگ۔"

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وآله وسلم : لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِي. فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيْفَهُ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : میرے صحابہ کو برا مت کہو، پس اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تب بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

بخاري في الصحيح، کتاب فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل

اِن آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور معزز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام اسلام کی بنیاد ہیں گویا صحابہ کرام پر اُنگلی اٹھانا اسلام پر اُنگلی اٹھانے کے مترادف ہے،

مسلمان کہلوا کر اسلام سے خارج کرنے والے امور کا ارتکاب کرنے والے کو مسلمان نہیں بلکہ کافر کہا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا انکار کرنے والے، امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کو گالیاں دینے والے شیعہ رافضی کسی بھی لحاظ سے نہ مسلمان ہیں اور نہ ہی اسلام سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے شیعیت جس کا دوسرا نام رافضیت ہے کے آغاز ہونے سے اب تک علمائے، اہل حق شیعہ (روافض) کو یہود ونصاری کی طرح کا کافر بلکہ ان سے بدتر کافر قرار دیتے ہوئے آئے ہیں۔

اس وجہ سے کہ شیعہ نے اسلام کو ڈھادینے والے امور کا ارتکاب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام دین کا لب ولباب شرک اور ہر کام میں اسلام کی مخالفت کرنا بنالیا ہے۔

شیعوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ لگاتے ہوئے ہمیشہ ہر دور میں ہر جگہ امت مسلمہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے، تاریخ ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کی خلاف یہود و نصاری اور دیگر دشمنانِ اسلام کی طرف سے ہونے والی ہر جارحیت اور حملے میں ان کا ساتھ دیا ہے۔

یہ سب حقائق کے باوجود کچھ سادہ لوح مسلمان ایسے ہیں جو اب بھی شیعوں سے دھوکے میں مبتلاہیں اور ان کو کافر کہنے میں تذبذب کا شکار ہیں،ایسے ہی لوگوں کے لیے ہم یہاں سلف صالحین، ائمہ کرام، فقہاء اور مفسرین رحمہم اللہ کے انتہائی اختصار کے ساتھ فتاوی کو بمع حوالہ اور اصل عربی عبارت کے ساتھ پیش کرینگے جن میں انہوں نے شیعوں کے کافر ہونے کے فتاوی جاری کرکے امت مسلمہ کو کئی صدیوں پہلے مسلمانوں کو کافروں کی اس نئی نسل شیعہ کی اصلیت بتاتے ہوئے ان سے خبردار کیا،سلف صالحین، ائمہ عظام، اکابر مفسرین اور فقہائے کرام کا رافضی شیعہ کے کافر ہونے کی بابت فتاوی:

سعيد بن عبد الرحمٰن ابزي قال: قلت: لابي: ماتقول في رجل سب أبا بكر؟
قال: يقتل.
قلت: سب عمر؟ قال: يقتل.

سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزي رحمہ اللہ (ثقة تابعي) نے اپنے والد سے پوچھا آپ اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ابو بکر کو گالی دے؟
میرے والد(صحابی رسول) نے کہا: ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے۔
پھر میں نے پوچھا جو شخص عمر رض کو گالی دے؟
میرے والد نے کہا: اسکو بھی قتل کر دیا جائے۔
کتاب النہی عن سب الاصحاب للمقدسی بإسنادہ رجال الثقات صفحہ: 74
تنبیہ:
اگرچہ اس روایت سے ہی مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ خود صحابی رسول گواہی دے رہے ہیں کہ جو صحابہ کرام کو گالی سے اُس کو قتل کر دیا یعنی یہ جرم ہی ایسا ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے،
مگر ہم مزید دیگر اسلاف کے فتاویٰ جات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں تاکہ ہماری بات مزید پختہ ثابت ہو جائے
امام مالک ابن انس رحمہ اللہ:
الخلال نے ابو بکر المروذی سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ کو یہ بتاتے ہوئے سنا کہ
امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی 179) نے فرمایا:

الذي يشتم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ليس لهم اسم أو قال : نصيب في الإسلام.

جو نبی ﷺ کے صحابہ کو گالی دیتے ہیں ان کا برائے نام بھی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اسلام سے ان کا کوئی حصہ ہے۔ (کافر ہیں)

السنۃ، للخلال، جلد: 2 صفحہ: 557

امام ابن کثیر رحمہ اللہ (المتوفی 774ھ) نے اللہ تعالی کے اس فرمان، محمد رسول اللہ والذین معہ أشداء علی الکفار

سے لے کر اس فرمان الہی تک "لیغیظ بھم الکفار"

کی شرح میں لکھا ہے کہ:

ومن هذه الآية انتزع الإمام مالك رحمة الله عليه في رواية عنه بتكفير رجل الروافض الذين يبغضون الصحابة رضي الله عنهم قال : لأنهم يغيظونهم ومن غاظ الصحابة رضي الله عنهم فهو كافر لهذه الآية ووافقه طائفة من العلماء رضي الله عنهم على ذلك.

اس آیت سے امام مالک رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنھم سے بغض رکھنے والے روافضہ (شیعہ) کی تکفیر کا استنباط کیا ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کو غیظ دلاتے ہیں اور جو صحابہ کو غیظ دلائے تو وہ اس آیت کی رو سے کافر ہے۔

علماء کی ایک جماعت اللہ ان سے راضی ہو نے اس پر امام مالک کی موافقت کی ہے۔

تفسیر ابن کثیر: جلد: 4 صفحہ:219

امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی 256 ھ) نے کہا:

ما أبالي صليت خلف الجهمي والرافضي، أم صليت خلف اليهود والنصارى، لا يُسلم عليهم، ولا يُعادون ولا يُناكحون، ولا يشهدون، ولا تُؤكل ذبائحهم.

میرے نزدیک جہمی اور رافضی(شیعی) کے پیچھے نماز پڑھنے اور یہود ونصاری کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی فرق نہیں ہیں۔ ان جہمیوں اور رافضیوں (شیعوں) کو نہ سلام کیا جائے، نہ ان سے ملا جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے، نہ ان کی گواہی قبول کی جائے اور نہ ان کے ہاتھوں سے ذبح شدہ جانوروں کا گوشت کھایا جائے۔

کتاب خلق افعال العباد صفحہ: 125

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام ابو بکر الخلال نے السنۃ میں ابو بکر المروزی سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ، احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جو ابو بکر، عمر اور عائشہ رضی اللہ عنھم کو گالیاں دیتے ہیں، ان کا حکم کیا ہیں؟

امام احمد بن حنبل نے جواب دیا:

ما أراہ علی الإسلام.

میرے نزدیک وہ اسلام پر نہیں ہیں۔ (کافر ہیں)

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

إذا كان جهمياً، أو قدرياً، أو رافضياً داعية، فلا يُصلى عليه، ولا يُسلم عليه.

اگر جہمی، قدری اور رافضی(شیعہ) بلانے والا ہو تو اسے نہ سلام کیا جائے اور نہ اس کی نمازہ جنازہ پڑھی جائے۔

کتاب السنہ للخلال اثر رقم: 785

امام الفریابی رحمہ اللہ (المتوفی 212 ھ) نے کہا:

عن موسى بن هارون بن زياد قال: سمعت الفريابي وهو محمد بن يوسف الفريابي، ورجل يسأله عمن شتم أبا بكرٍ قال: كافر، قال: فيصلى عليه؟ قال: لا، وسألته كيف يُصنع به وهو يقول: لا إله إلا الله؟ قال: لا تمسوه بأيديكم، ارفعوه بالخشب حتى تواروه في حفرته.

موسی بن ہارون بن زیاد روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن یوسف الفریابی سے سنا کہ ان سے ایک شخص نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ وہ کافر ہے۔

اس نے پوچھا کہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے تو آپ نے جواب دیا: نہیں۔

میں نے پھر آپ سے پوچھا کہ (اگر اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی) تو پھر اس کی لاش کے ساتھ کیا کیا جائے گا جبکہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس کے جسم کو ہاتھ بھی نہ لگایا جائے، لکڑی کے ذریعے اسے اٹھا کر اس کی قبر میں ڈال دو۔

کتاب السنہ للخلال رقم: 794

یعنی شیعہ رافضی کافر پلید کی لاش کو ہاتھ بھی نہ لگایا جائے۔

اور اسے لکڑی کے ذریعے سے قبر میں ڈال دیا جائے۔

امام احمد ابن یونس رحمہ اللہ:

أنا لا آكل ذبيحة رجل رافضي فإنه عندي مرتد.

میں کسی رافضی (شیعہ) کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہوں کیونکہ وہ میرے نزدیک مرتد ہے۔"

اعتقاد اہل السنہ والجماعہ، اللالکائی جلد: 8 صفحہ: 1546

انہوں نے مزید فرمایا:

لو أن يهودياً ذبح شاة، وذبح رافضي لأكلت ذبيحة اليهودي، ولم آكل ذبيحة الرافضي لأنه مرتد عن الإسلام.

اگر یہودی کسی بکری کو ذبح کرے اور رافضی (شیعہ) کسی بکری کو ذبح کرے تو میں یہودی کا ذبیحہ کھالوں گا (کیونکہ قرآن نے اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا حلال کیا ہے)۔ میں رافضی (شیعی) کی ذبح کردہ بکری نہیں کھاؤں گا کیونکہ وہ اسلام سے مرتد ہے۔

الصارم المسلول، امام ابن تیمیہ: صفحہ 570

امام حسن بن علی بن خلف البربہاری رحمہ اللہ (المتوفی 329 ھ) نے کہا:

واعلم أن الأهواء كلها ردية، تدعوا إلى السيف، وأردؤها وأكفرها الرافضة، والمعتزلة، والجهمية، فإنهم يريدون الناس على التعطيل والزندقة

جان لیجئے! اہل اھواء تمام مرتد ہیں، جو تلوار کی طرف بلاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ارتداد اور کفر والے رافضی (شیعی)، معتزلہ اور جھمیہ ہیں کیونکہ یہ لوگوں میں تعطیل (انکار) اور زندیقیت (الحاد) پھیلانا چاہتے ہیں۔

کتاب شرح السنہ، صفحہ: 54

امام عبد القاھر البغدادی التمیمی رحمہ اللہ (المتوفی 1037 ھ) نے کہا:

وأما أهل الأهواء من الجارودية والهشامية والجهمية والإمامية الذين كفروا خيار الصحابة .. فإنا نكفرهم، ولا تجوز الصلاة عليهم عندنا ولا الصلاة خلفهم

اہل اھواء میں سے جاوردیہ، ہشامیہ، جہمیہ اور امامیہ (شیعہ) جنہوں نے صحابہ کرام کی مایہ ناز ہستیوں کی تکفیر کا ارتکاب کیا .. ہم ان کو کافر قرار دیتے ہیں اور ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہیں اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

کتاب الفرق بین الفرق، صفحہ: 357

امام قاضی ابو یعلی رحمہ اللہ (المتوفی 458 ھ) نے کہا:

وأما الرافضة فالحكم فيهم .. إن كفر الصحابة أو فسقهم بمعنى يستوجب به النار فهو كافر.

رافضیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ بلاشبہ صحابہ کو کافر یا فاسق قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اپنے اوپر ہی جہنم واجب ہوجاتی ہیں اور وہ خود کافر ہیں۔

کتاب المعتمد، صفحہ: 267

امام ابن حزم الظاہری رحمہ اللہ (المتوفی 456 ھ) نے کہا :

الروافض ليسوا من المسلمين وهي طائفة تجري مجرى اليهود والنصارى في الكذب والكفر.

رافضی مسلمان نہیں ہیں بلکہ یہ ایک ایسا گروہ ہے جو جھوٹ اور کفر بکنے میں یہود ونصاری کے نقش قدم پر ان کے برابر چل رہا ہے۔

کتاب الفصل فی الملل والنحل، جلد: 2 صفحہ: 78

امام شوکانی رحمہ اللہ (المتوفی 1250 ھ) نے کہا:

إن أصل دعوة الروافض كياد الدين ومخالفة الإسلام وبهذا يتبين أن كل رافض خبيث يصير كافرا بتكفيره لصحابي واحد فكيف بمن يكفر كل الصحابة واستثنى أفرادا يسيره.

رافضیوں کی دعوت (منہج) کی اصلیت ہی دین کیخلاف سازش اور اسلام کی مخالفت کرنے پر مبنی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر رافضی (شیعی) خبیث ایک صحابی کی تکفیر کرنے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے تو اس کا کیا حال ہوگا جو تمام صحابہ کو کافر کہتا ہوں اور چند صحابہ کو کفر سے مستثنی قرار دیتا ہوں۔

کتاب نثر الجوهر علی حدیث أبي ذر، للامام شوکانی

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ (المتوفی 476 ھ) نے کہا :

نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم إن الأئمة أفضل من الأنبياء

اماموں کو انبیاء سے زیادہ افضل قرار دینے والے غالی رافضیوں(شیعوں) کے قول میں موجود کفر کا ہم سرے سے انکار کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ پر فرمایا:

وكذلك نكفر من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية.

اسی طرح ہم اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں جس نے قرآن کا انکار کیا یا اس کے ایک حرف کا انکار کیا یا اس میں موجود کسی لفظ کو تبدیل کر ڈالا یا اس میں اضافہ کیا جیساکہ باطنیہ اور اسماعیلیہ (شیعوں) نے کیا۔

کتاب الشفا: جلد: 2 صفحہ: 1078

امام السمعانی رحمہ اللہ نے کہا:

واجتمعت الأمة على تكفير الإمامية ، لأنهم يعتقدون تضليل الصحابة وينكرون إجماعهم وينسبونهم إلى ما لا يليق بهم .

ساری امت امامیہ (شیعوں) کے کافر ہونے پر متفق ہیں کیونکہ یہ صحابہ کو گمراہ سمجھتے ہیں، ان کے اجماع کے منکر ہیں اور ان کی طرف ایسی چیزوں کو منسوب کرتے ہیں جو ان کے شان شایان نہیں ہیں۔

کتاب الانساب جلد: 6، صفحہ: 341

فقیہ مفسر امام اصولی، الاسفرایینی ابو المظفر شہفور بن طاہر بن محمد رحمہ اللہ (المتوفی 471ھ)

رافضیوں کے چند عقائد بیان کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں:

وليسوا في الحال على شيء من الدين ولا مزيد على هذا النوع من الكفر إذ لا بقاء فيه على شيء من الدين.

یہ (رافضی شیعہ) دین کی کسی چیز پر نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر کفر کی کوئی قسم نہیں ہے کیونکہ ان میں دین کی کوئی ایک چیز بھی موجود نہیں ہے۔

کتاب التبصیر فی الدین: صفحہ: 25-24

ازالہ شبہات:

بعض حضرات شیعوں کی اندھی تقلید میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ جب اُن کو یہ تمام محدثین، مفسرین، کے فتاویٰ جات دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: اچّھا جن آئمہ نے سب صحابہ کرنے والے کو کافر نہیں کہا وہ کیا مجرم ہیں؟

ہم کہتے ہیں:

اُن کا یہ سوال ہی اُن کی جہالت بیاں کرتا ہے، محدثین کا قاعدہ ہے جو کُتب میں مذکور ہے کہ: "إن الأثبات مقدم على النفي" یعنی اس اثبات نفی پر مقدّم ہوتا ہے۔

الفتح المبين لابن حجر الهيتمي صفحہ: 548

خلاصہ الکلام:

اِن تمام آثار سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ جو بھی شخص اسلام کی مقدّس جماعت حضرات صحابہ کرام کو گالیاں دے وہ زندیق، مرتد، کافر ہے۔

اقرأ بہا فی نفسک کی وضاحت

ابو نعمان محمد زبیر صادق آبادی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا
محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين
اس مختصر مضمون میں آل دیوبند کے اس خود ساختہ قول کہ "اقرأ بها في نفسک" کا معنٰی اکیلا پڑھنا کے بارہ میں ہے کا جواب ملاحظہ فرمائیں، وہ تمام محدثین جنہوں نے احادیث کو اپنی سند سے جمع کیا، ان محدثین میں ہمیں ایک بھی ایسا معلوم نہیں جس نے "اقرأ بها في نفسک" کا معنٰی ، حقیقی پڑھنا مراد نہ لیا ہو اگر کسی کو معلوم ہے تو ہمیں بتا دیں البتہ امام بخاریؒ ،امام ترمذیؒ ،امام حمیدی، اًمام حازمیؒ ،امام طحاویؒ اور امام ابن عبدالبرؒ وغیرہ نے اس کا معنٰی حقیقی پڑھنا ہی مراد لیا ہے دیوبندی مذہب کے امام سرفراز صفدر نے لکھا ہے کہ اقرأ بها في نفسک زبان کوحرکت تک نہ دینا اس روایت کا یہی مطلب حافظ المغرب امام ابن عبدالبرؒ نے بیان کیا ہے۔
احسن الکلام صفحہ: 482
لیکن اس کے برعکس ہمیں تو ان کا یہ قول ملا ہے۔

اقرأ بها في نفسك يا فارسي أي : اقرأ بها أي سرا
یعنی آہستہ پڑھو
الانصاف لابن عبد البر جلد:1صفحہ:11
امام بخاری:
امام بخاریؒ نے ایک غیر ثابت روایت کا معارضہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسی قول سے کیا

حدثني الحسن الصباح قال حدثنا مبشر عن الأوزاعي قال الزهري فاتعظ الناس بذلك فلم يكونوا يقرءون فيما جهر وأدرجوه في حديث النبي صلى الله عليه و سلم وليس هو من حديث أبي هريرة والمعروف عن أبي هريرة أنه كان يأمر بالقراءة.

التاریخ الصغیر للبخاری جلد:1صفحہ:177 رقم: 826

امام ترمذی:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حدیث منازعت کے بعد لکھا ہے:

وَلَيْسَ فِي هَذَا الحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلَى مَنْ رَأَى القِرَاءَةَ خَلْفَ الإِمَامِ ، لأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الحَدِيثَ, وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ صَلَّى صَلاَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ القُرْآنِ ، فَهِيَ خِدَاجٌ ، هِيَ خِدَاجٌ ، غَيْرُ تَمَامٍ ، فَقَالَ لَهُ حَامِلُ الحَدِيثِ : إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ ، قَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (منازعت والی) سے قرأت خلف الامام کے قائلین پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ اس حدیث کو بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو شخص نماز پڑھے اور اس میں سورت فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہے اور نامکمل ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرنے والے راوی نے کہا کہ میں کبھی میں امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دل میں پڑھ لیا کر۔

سنن الترمذی جلد:1 صفحہ:409

امام حمیدیؒ اور امام حازمیؒ نے ایک غیر ثابت روایت کا معارضہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسی قول سے کیا

قَرَأْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى الْحَافِظِ ، أَخْبَرَكَ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَارِئُ ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى ، قَالَ : قَالَ الْحُمَيْدِيُّ : قَالَ لَنَا قَائِلٌ مِمَّنْ لَا يَرَى أَنْ لَا يُقْرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا يُجْهَرُ بِهِ : أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ ؟ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قُلْنَا : هَذَا حَدِيثٌ رَوَاهُ مَجْهُولٌ ، لَمْ يَرْوِهِ عَنْهُ قَطُّ غَيْرُهُ ، وَلَوْ كَانَ هَذَا ثَابِتًا أُرِيدَ بِهِ النَّهْيُ عَنْ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ دُونَ غَيْرِهَا ، لَكَانَ فِي حَدِيثِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ مَا يُبَيِّنُ أَنَّهُ نَاسِخٌ لِهَذَا .

الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الآثار أبو بکر الحازمی صفحہ:99

امام طحاوی:

امام طحاویؒ جو فاتحہ خلف الامام کے قائل نہیں انہوں نے (شرح معانی الآثار) میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ اثر نقل کیا

حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ، مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ " غَيْرُ تَمَامٍ . فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَالْإِمَامِ قَالَ: اقْرَأْهَا يَا فَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ .

شرح معانی الآثارحدیث رقم 1250)
حدیث کے تحت پھر امام طحاویؒ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے
میں لکھا :
"رَأْيَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ ذَلِكَ عَلَى الْمَأْمُومِ مَعَ الْإِمَامِ"
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس (فاتحہ) کومقتدی پر امام کے ساتھ لازم
کرتے ہیں
شرح معانی الآثار، تحت حدیث : 1254
پھر امام طحاویؒ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان پر عمل نہ کرنے
کے لئے یہ کہا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے دوسرے صحابی سیدنا
ابو درداءرضی اللہ عنہ کی رائے کے خلاف ہے ۔
قارئین کرام دیکھ لیں کہ محدثین کے دور میں فاتحہ خلف الامام کے منکر بھی
سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کا معنی تدبر و تفکر نہیں کرتے تھے ۔
امام ابن عبدالبر:
امام ابن عبدالبررحمہ اللہ نےفرمایا:
اقرأ بها في نفسك يا فارسي أي : اقرأ بها أي سرا

یعنی آہستہ پڑھو
الانصاف لابن عبد البر جلد:1 صفحہ:11
امام ابن عبدالبررحمہ اللہ نے مزیدفرمایا:
وكذلك قول أبي هريرة في حديث مالك وغيره عن العلاء : اقرأ
بها في نفسك ، يريد لا تجهر بها.
مراد یہ ہے بلند آواز سے نہ پڑھو
الانصاف لابن عبد البر جلد:1 صفحہ:34
امام بیہقی:
امام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب القراء ت میں فرمایا:

والمراد بقوله اقرأ بها في نفسک أن يتلفظ بها سرًا دون الجهر ولا يجوز حمله علیٰ ذکرها بقلبه دون التلفظ بها لإجماع أهل اللسان علیٰ أن ذلک لا يسمی قراء ة، ولإجماع أهل العلم علیٰ أن ذکرها بقلبه دون التلفظ بها ليس بشرط ولا مسنون فلا يجوز حمل الخبر علیٰ ما لا يقول به أحد ولا يساعده لسان العرب وباللّٰہ التوفيق.

یعنی اقرأ فی نفسک کا یہ مطلب ہے کہ آہستہ اس کو لفظاً پڑھا جائے بلند آواز سے نہ پڑھا جائے، اور اسے دل میں غور وتدبر کے معنی میں حمل کرنا جائز نہیں ۔ کیونکہ اہل عرب کا اجماع ہے کہ اسے قراء ت نہیں کہتے اور اہل علم کا اس پر بھی اجماع ہے کہ دل میں غور کرنا اور لفظ ادا نہ کرنا نہ شرط ہے اور نہ مسنون ہے لہٰذا جس بات کا کوئی قائل نہیں اور نہ ہی اس معنی کی تائید لغت عرب سے ہوتی ہے اس پر حدیث کو محمول کرنا جائز نہیں۔

کتاب القراۃ صفحہ:17، دوسرا نسخہ صفحہ: 31 تیسرا نسخہ صفحہ :166

حاصل کلام:

کسی ایک بھی ایسے محدث کا نام معلوم نہیں جس نے احادیث کو اپنی سند سے جمع کیا اور اس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر، اقرأ بہا فی نفسک کا معنی اکیلے یا تدبر کیا ہو ، اگر کسی کو معلوم ہو تو وہ میری طرف باحوالہ پیش کرئے۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی بر سبیلِ یہود

تحریر و تحقیق

مدثر جمال راز السلفی

الحمدالله وحده و الصلاة و السلام علی من لا نبی بعده امابعد.

تنبیہ:
میری اس تحریر کا جواب جو بھی دیوبندی لکھے میری پوری تحریر کو متن بناکر جواب لکھے ورنہ جواب کالعدم سمجھا جائے گا۔
دیوبندیوں کے امام و مناظر پرائمری سکول ماسٹر، کذاب الامت امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی کے اصول کے مطابق "سرفراز خان صفدر دیوبندی سبیلِ یہود پر ہیں۔
سرفراز خان صفدر دیوبندی، نے اپنے جھوٹے اور خائن اکابرین کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے "اہل سنہ اہل الحدیث " کے خلاف کئی کتب لکھیں جن میں اس نے اپنے یہودی ہونے کا ثبوت بہت سی جگہوں پر پیش کیا ہے ۔
بہر حال اب ملاحظہ فرمایئے کذاب الامت امین اوکاڑوی دیوبندی نے حکیم صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ صاحب کی کتاب سبیل الرسول کا جواب لکھا اور ایک روایت کے سات راویوں پر جرح نقل کرنے کے بعد لکھا:
"جس کی سند کا حال حکیم صاحب نے چھپایا جبکہ کتمان سبیلِ یہود ہے سبیلِ رسول نہیں"
تجلیات صفدر جلد:5 صفحہ:34

اب اسی اوکاڑوی اصول کو معیار بنا کر "سرفراز خان صفدر دیوبندی" کا جائزہ لیتے ہیں ۔

محمد بن اسحاق بن یسار امام المغازی نے ایک روایت بیان کی جو سرفراز خان صفدر دیوبندی کے مرضی کے مطابق یعنی موافق تھی۔

المستدرک للحاکم 2/595 اور الدر المنثور وغیرہ سے ایک روایت نقل کرکے اس کا ترجمہ کرتے ہوئے سرفراز خان صفدر دیوبندی نے اپنی کتاب تسکین الصدور صفحہ: 340 پر لکھا ہے:

"البتہ ضرور حضرت عیسی بن مریم علیہم الصلاۃ و السلام نازل ہونگے منصف اور امام عادل ہو کر البتہ وہ ضرور فج (جگہ کا نام ہے) کے راستے پر حج یا عمرہ کے لیے جائیں گے اور اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے حتی کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور بلاشک میں ان کے سلام کا جواب دوں گا "

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے:

"اس صحیح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ عند القبر آنحضرت ﷺ کا صلاۃ و سلام کا سماع محقق ہے اور آپ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے"

تسکین الصدور صفحہ: 340

اب اس حدیث کی سند پیش خدمت ہے

محمد بن اسحاق "عن"سعید بن ابن سعید المقری عن عطاء مولی ام حبیبۃ قال سمعتُ اباھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیھبطن عیسی بن مریم حکماً عدلاً و اماماً مقسطاً و لیسلکن فجاحاجاً او معتمراً و لیاتین قبری حتی یسلم علی ولا ردن علیہ.

المستدرک للحاکم جلد:2 صفحہ:595
عقیدہ کے تعلق سے اس روایت کو نقل کیا گیا ہے چونکہ اس روایت سے سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی کا مطلب نکل رہا تھا اس لیے اس حدیث کو مماتی دیوبندیوں کے خلاف بطور حجت نقل کرکے سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی نے لکھا
"اس صحیح روایت سے بھی معلوم ہوا کہ عند القبر آنحضرت ﷺ کا صلاۃ و سلام کا سماع محقق ہے اور آپ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے"
تسکین الصدور صفحہ: 340

اور امام حاکم و امام ذھبی رحمہم اللہ کی تصحیح بھی نقل کی، اس حدیث کی سند پر غور کریں سند میں ایک راوی محمد بن اسحاق ہے اور یہ بھی دھیان رہے کہ وہ یہ روایت عن سے بیان کرہا ہے،اب تصویر کا دوسرا رُخ:
یہی محمد بن اسحاق سرفراز خان صفدر کے تقلیدی دیوبندی فرقے کے خلاف ایک فاتحہ خلف الامام روایت میں آگیا پھر کیا ہوا ملاحظہ فرمائیں۔
سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی نے لکھا:
"محمد بن اسحاق کو گو تاریخ و مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح و تعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایتِ حدیث میں اور خاص طور پر سنن و احکام میں ان کی روایت کسی بھی طرح حجت نہیں ہوسکتی اس لحاظ سے ان کی روایت کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہے تصریحات ملاحظہ کریں "
اس کے بعد آئمہ جرح و تعدیل سے خیانتیں کرکر کے ابن اسحاق پر کذاب ، کذاب ، کذاب ، دجالوں میں ایک دجال ، کذاب ، لیس بحجۃ ، لم یکن یحتج بہ فی السنن ، لیس بالقوی ، ضعیف وغیرہ جروح نقل کیں اور امام ذھبی رحمہ اللہ کا قول بھی نقل کیا کہ " ابن اسحاق کی روایات درجہ صحت سے گری ہوئی ہیں اور حلال و حرام میں اس سے احتجاج درست نہیں"

مزید لکھا کہ :
"رہا محمد بن اسحاق کا مدلس ہونا تو یہ سب کے نزدیک مسلم ہے"
اور مزید لکھتا ہے:
"آپ ملاحظہ کرچکے ہیں کہ شاید ہی جرح کا کوئی ادنی سے اعلیٰ تک ایسا لفظ ملے گا جو جمہور محدثین اور ارباب جرح و تعدیل نے محمد بن اسحاق کے بارے میں نہ کہا ہو "
احسن الکلام جلد: 2 صفحہ: 78 -70 ،دوسرا نسخہ جلد: 2 صفحہ: 84- 77
عرض ہے کہ جس کی روایت سنن و احکام میں حجت نہیں اس کی عقیدے سے تعلق رکھنے والی روایت کیسے حجت بن گئی؟ جبکہ بقولِ سرفراز خان دیوبندی " ان کی روایت کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہے "
قارئین کرام آپ پہلے ملاحظہ کرچکے ہیں کہ اپنے مطلب والی حدیث میں سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی نے محمد بن اسحاق کی روایت کے بارے میں لکھا " اس صحیح روایت سے بھی معلوم ہوا "اور اس کا انکار " صحیح حدیث " کا انکار ہے "
ایک ہی راوی جب اپنے مطلب کی روایت میں آئے تو اس کی حدیث " صحیح " اور اس کا انکار " صحیح حدیث " کا انکار ہے "
لیکن یہی راوی جب اپنی مرضی کے خلاف والی روایت میں آئے، تو راوی " کذاب ، دجال ، لیس بحجۃ ، لم یکن یحتج بہ فی السنن ، لیس بالقوی بن جاتا ہے " اور " محدثین اور ارباب جرح و تعدیل کے تقریباً پچانوے فیصدی گروہ " کے نزدیک مجروح بن جاتا ہے اور اس کی روایت کا " وجود اور عدم وجود برابر " ہوتا ہے۔
یہ ہے آل دیوبند کی دوغلی پالیسی کہ جھوٹ خیانت اور دوغلی پالیسی کے بغیر کام ان کا چلتا ہی نہیں ۔
عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لیے یہ لوگ کس حد تک گر سکتے ہیں آپ یہیں سے اندازہ لگا سکتے ہیں ۔
اب اوکاڑوی دیوبندی کی بات کو پھر سے دہراتے ہیں، اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ "جس کی سند کا حال سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی نے چھپایا جوکہ کتمان سبیلِ یہود ہے سبیلِ رسول نہیں"
کیونکہ ایک طرف خود سرفراز خان دیوبندی نے محمد بن اسحاق کو کذاب ، دجال ، لیس بحجۃ ، لم یکن یحتج بہ فی السنن ، لیس بالقوی بن قرار دیا اور لکھا " اس لحاظ سے ان کی روایت کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہے " اور دوسری طرف اسی کی بیان کردہ حدیث کو " صحیح روایت " اور " صحیح حدیث " کا انکار بتلایا ۔
سرفراز خان دیوبندی محمد بن اسحاق کا مدلس ہونا بھی تسلیم کرچکے ہیں لیکن عجیب بات ہے جو روایت اپنے حق میں نقل کرکے سرفراز خان دیوبندی صحیح قرار دے چکا ہے اس میں محمد بن اسحاق کے سماع کی تصریح سرے سے موجود ہی نہیں جبکہ فاتحہ خلف الامام والی روایت میں سماع کی تصریح بھی موجود ہے۔
ہم پھر اوکاڑوی دیوبندی کی ہی طرح کہیں گے "جس کی سند کا حال سرفراز خان صفدر حیاتی دیوبندی نے چھپایا جوکہ کتمان سبیلِ یہود ہے سبیلِ رسول نہیں"
لہذا ہم نہیں امین اوکاڑوی نے ہی سرفراز خان صفدر دیوبندی کو یہودی قرار دیا ہے۔
اس تحریر کو پڑھنے والے دیوبندیوں سے عرض ہے کہ حق کو پہچاننے کی کوشش کریں میں نے اپنی کوشش کے مطابق حق کو واضح کردیا ۔
اب اس بات کو تسلیم کریں کہ فاتحہ خلف الامام والی روایت بالکل صحیح ہے اور حق کو تسلیم کرلیں اپنے دیوبندی اکابرین کی طرح کہیں تم لوگوں کی موت بھی اوکاڑوی اصول کی رو سے سبیلِ یہود پر نہ ہو ، یہ بات یاد رکھیں دیوبندی احکام میں بھی ابن اسحاق کی روایات کو لیتے ہیں کیونکہ یہ لوگ جھوٹے خائن اور دوغلی پالیسی کے ماہر ہیں
اللہ تعالی ہمیں ان علمائے سوء دیوبندی (یہود) و بریلوی اور ہر گمراہ فرقہ سے نجات دے۔

آمین ثم آمین

حیدر علی السلفی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على عبده ورسوله نبينا محمد وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

ہمارے معاشرہ میں شیعہ اور اہل السنہ دو گروہ پائے جاتے ہیں، دونوں گروہوں کا دعویٰ ہے کہ وہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں ،یہ دونوں گروہ اپنے دعویٰ میں کتنے سچے ہیں آیئے خود فیصلہ کیجیے، اختصار کے ساتھ پہلے آپ اہل السنہ کی ان روایات کو ملاحظہ فرمائیں جن میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کا تذکرہ کیا گیا ہے، کتب اہل السنہ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر ایک بھی ایسا جملہ موجود نہیں ہے، جس سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی ہوتی ہو یا ان کی سیرت پر حرف آتا ہو۔

پہلی روایت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم فرمایا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو ، اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا : یہ حدیث حسن ہے اور اسی باب میں حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

اخرجہ الترمذی فی الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، 636 / 5، الحدیث رقم : 3720، و الحاکم فی المستدرک علی الصحیحین، 15 / 3، الحدیث رقم : 4288.

دوسری روایت:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر اور حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنھم ایک دن اکٹھے ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہوں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارا ہوں پھر انہوں نے کہا چلو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت اقدس میں چلتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ اسامہ بن زید کہتے ہیں پس وہ تینوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : دیکھو یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا جعفر علی اور زید بن حارثہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ان کو اجازت دو پھر وہ داخل ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ، انہوں نے کہا یارسول اللہ! ہم نے مردوں کے بارے عرض کیا ہے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اے جعفر! تمہاری خلقت میری خلقت سے مشابہ ہے اور میرے خلق تمہارے خلق سے مشابہ ہیں اور تو مجھ سے اور میرے شجرہ نسب سے ہے، اے علی تو میرا داماد اور میرے دو بیٹوں کا باپ ہے اور میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔

اور اے زید تو میرا غلام اور مجھ سے اور میری طرف سے ہے اور تمام قوم سے تو مجھے پسندیدہ ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، 204 / 5، الحدیث رقم : 21825، و الحاکم فی المستدرک، 239 / 3، الحدیث رقم : 4957، والمقدسی فی الاحادیث المختارۃ، 151 / 4، الحدیث رقم : 1369، والھیثمی فی مجمع الزوائد، 9 / 274.

تیسری روایت:

ایک انصاری شخص ابو حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اخرجه الترمذی فی الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب مناقب علی، 642 / 5، الحدیث رقم : 3735، و الطبرانی فی المعجم الکبیر، 406 / 11، الحدیث رقم : 12151، والھیثمی فی مجمع الزوائد، 102 / 9

چوتھی روایت:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، 367 / 4، و الحاکم فی المستدرک، 447 / 3، الحدیث رقم : 4663، و ابن ابی شیبه فی المصنف، 371 / 6، الحدیث رقم : 32106، و الطبرانی فی المعجم الکبیر، 452 / 22، الحدیث رقم : 1102.

پانچویں روایت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیر کے دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

نوٹ:

اس کی سند پہ کلام ہے

اخرجہ الترمذی فی الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، 640 / 5، الحدیث رقم : 3728، و الحاکم فی المستدرک علی الصحیحین، 121 / 3، الحدیث رقم : 4587، و المناوی فی فیض القدیر، / 4 .355

چھٹی روایت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا : سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بعض نے کہا : سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے جبکہ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اخرجہ الترمذی فی الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب مناقب علی، 642 / 5، الحدیث رقم : 3734.

ساتویں روایت:

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جس شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ رضی للہ عنہا
کے بعد سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔
اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔
اخرجہ احمد بن حنبل فی المسند، 373 / 1، الحدیث رقم : 3542، و ابو داؤد
الطیالسی فی المسند، 360 / 1، الحدیث رقم : 2753.
آٹھویں روایت:
حضرت حبہ عرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا : میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس حدیث کو
امام احمد نے روایت کیا ہے۔
اخرجہ احمد بن حنبل فی المسند، 141 / 1، الحدیث رقم : 1191، وابن ابی
شیبہ فی المصنف، 368 / 6، الحدیث رقم : 32085، و الشیبانی فی الآحاد و
المثانی، 149 / 1، الحدیث رقم : 179.
توضیح الکلام:
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کو اگر جمع کیا
جائے تو اس کے لیے ایک جامع کتاب مدون ہو سکتی ہے، اختصار کے ساتھ
ہم اس پہ ہی اکتفاء کرتے ہیں،یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے بعض
لوگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں کہتے ہیں کہ انہوں
نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طبقہ کے
لوگوں میں؟
اس لیے اہل السنہ والجماعتہ اہل حدیث کے ہاں اس اختلاف پر تین درجات
ہیں پہلے میں مسلمان مرد ،دوسرے میں مسلمان بچے، تیسرے درجہ میں
مسلمان عورتیں شامل ہیں۔
اس ترتیب کے لحاظ سے مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ،بچوں میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عورتوں میں
سیدہ خدیجتہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

اب آپ اختصار کے ساتھ دوسرے گروہ یعنی شیعہ مذہب کی ان باتوں اور گستاخانہ عبارات کو ملاحظہ فرمائیں جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کی گئیں ، اور خود فیصلہ کریں کیا یہ لوگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے ہیں یا عداوت رکھتے ہیں؟ اور ان کا شور جو سنائی دیتا ہے کہ یہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وارث ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

پہلی گستاخی:

وعنه، عن ابن علوان، عن جعفر، عن أبيه، عن علي عليه السلام: إنه كان إذا أراد أن يبتاع الجارية يكشف عن ساقيها فينظر إليها.

امام باقر سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی کسی کنیز کو خریدنے کا ارادہ کرتے تھے تو وہ کنیز کی ٹانگوں کو ظاہر کرتے اور اس کا معائنہ کرتے، معاذ اللہ

قرب الاسناد للحمیری القمی صفحہ:103

دوسری گستاخی:

محمد بن الحسين بن أبي الخطاب، عن محمد بن سنان، عن عمار بن مروان، عن المنخل ابن جميل، عن جابر بن يزيد، عن أبي جعفر عليه السلام قال: يا جابر ألك حمار يسير بك فيبلغ بك من المشرق إلى المغرب في يوم واحد؟ فقلت: جعلت فداك يا أبا جعفر وأني لي هذا؟

فقال أبو جعفر عليه السلام: ذاک أمير المؤمنين.

ایام باقر سے روایت ہے کہا اے جابر کیا تمہارے پاس ایسا گدھا ہے جو تمہیں مشرق سے مغرب تک صرف ایک دن میں لے جائے؟ جابر نے کہا نہیں ابو جعفر آپ پر قربان جاؤں ایسا گدھا کہاں سے ملے گا؟ امام باقر نے علی کی طرف اشارہ کیا ، معاذ اللہ

کتاب الاختصاص الشیخ المفید صفحہ: 303

یہی روایت علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں بھی بیان کی ہے:

ابن أبي الخطاب عن محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن المنخل بن جميل عن جابر بن يزيد عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال: يا جابر ألك حمار يسير بك فيبلغ بك من المشرق إلى المغرب في يوم واحد؟ فقلت: جعلت فداك يا با جعفر وأنى لي هذا؟ فقال أبو جعفر: ذاك أمير المؤمنين عليه السلام.

بحار الانوار باقر مجلسی جلد:25 صفحہ:230،229

تیسری گستاخی:

اس آیت کی تفسیر ان اللہ لا یستحیي ان یضرب مثلا ما بعوضۃ فما فوقھا۔ میں رافضی مفسر لکھتا ہے۔

قال وحدثني أبي عن النضر بن سويد عن القسم بن سليمان عن المعلى بن خنيس عن أبي عبد الله عليه السلام ان هذا المثل ضربه الله لأمير المؤمنين عليه السلام فالبعوضة أمير المؤمنين عليه السلام وما فوقها رسول الله صلى الله عليه وآله.

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا اس مثال میں اللہ نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی مثال بیان کی ہے پس بعوضۃ یعنی مچھر سے مراد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ہیں اور مافوقھا یعنی حقارت میں مچھر سے زیادہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ معاذ اللہ

کتاب تفسیر القمی از علی بن ابراہیم القمی جلد:1 صفحہ:62

نوٹ: علامہ سید الخوئی کے نزدیک علی بن ابراہیم قمی کی نقل کی ہوئی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں اور تفسیر قمی کی تمام روایات صحیح ہیں۔

ولذا نحكم بوثاقة جميع مشايخ علي بن إبراهيم الذين روى عنهم في تفسيره مع انتهاء السند إلى أحد المعصومين عليهم السلام. فقد قال في مقدمة تفسيره،، ونحن ذاكرون ومخبرون بما ينتهي إلينا، ورواه مشايخنا وثقاتنا عن الذين فرض الله طاعتهم،، فإن في هذا الكلام دلالة ظاهرة على أنه لا يروي في كتابه هذا إلا عن ثقة، بل استفاد صاحب الوسائل في الفائدة السادسة في كتابه في ذكر شهادة جمع كثير من علماءنا بصحة الكتب المذكورة وأمثالها وتواترها وثبوتها عن مؤلفيها وثبوت أحاديثها عن أهل بيت العصمة عليهم السلام أن كل من وقع في إسناد روايات تفسير علي بن إبراهيم المنتهية إلى المعصومين عليهم السلام، قد شهد علي بن إبراهيم بوثاقته، حيث قال:

وشهد علي بن إبراهيم أيضا بثبوت أحاديث تفسيره وأنها مروية عن الثقات عن الأئمة عليهم السلام.

معجم رجال الحدیث از علامہ الخوئی جلد:1 صفحہ:49

چوتھی گستاخی:

علي بن إبراهيم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة قال: قيل لأبي عبد الله (عليه السلام): إن الناس يروون أن عليا (عليه السلام) قال على منبر الكوفة: أيها الناس إنكم ستدعون إلى سبي فسبوني، ثم تدعون إلى البراءة مني فلا تبرؤوا مني، فقال: ما أكثر ما يكذب الناس على علي (عليه السلام)، ثم قال: إنما قال: إنكم ستدعون إلى سبي فسبوني، ثم ستدعون إلى البراءة مني وإني لعلى دين محمد، ولم يقل: لا تبرؤوا مني

امام جعفر رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر کوفہ پر کہا لوگوں عنقریب تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دے دینا اور اگر مجھ سے براءت ظاہر کرنے کو کہیں تو نہ کرنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کیسا جھوٹ بولا ہے پھر فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تم سے مجھے گالی دینے کو کہا جائے تو تم مجھے گالی دے دینا اور اگر مجھ سے براءت کو کہا جائے تو میں دین محمد پر ہوں یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھ سے اظہار براءت نہ کرنا۔ معاذ اللہ

کتاب الکافی للکلینی جلد:2 صفحہ: 134

پانچویں گستاخی:

علة الصلع في رأس أمير المؤمنين والعلة التي من أجلها سمي الأنزع البطين،،حدثنا أبي ومحمد بن الحسن رضي الله عنهما قالا:

حدثنا أحمد بن إدريس ومحمد بن يحيى العطار جميعا عن محمد بن أحمد بن يحيى بن عمران الأشعري باسناد متصل لم احفظه، ان أمير المؤمنين قال: إذ أراد الله بعبد خيرا رماه بالصلع فتحات الشعر عن رأسه وها أنا ذا،،حدثنا محمد بن إبراهيم بن إسحاق الطالقاني رضي الله عنه قال: حدثنا الحسن بن علي العدوي، عن عباد بن صهيب، عن أبيه، عن جده، عن جعفر بن محمد قال: سأل رجل أمير المؤمنين فقال: أسألك عن ثلاث هن فيك أسألك عن قصر خلقك، وكبر بطنك، وعن صلع رأسك؟

فقال أمير المؤمنين ان الله تبارك وتعالى لم يخلقني طويلا ولم يخلقني قصيرا ولكن خلقني معتدلا أضرب القصير فأقده وأضرب الطويل فأقطه، وأما كبر بطني فان رسول الله صلى الله عليه وآله علمني بابا من العلم ففتح ذلك الباب الف باب فازدحم في بطني فنفخت عن ضلوعي.

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصہ پر بال نہ تھے اور کیا وجہ ہے کہ ان کو الانزع البطین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سر کے بال اڑا دیتا ہے اور یہ دیکھو میں ایسا ہی ہوں، ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں جو آپ میں موجود ہیں یہ بتایے آپ کا قد کیوں چھوٹا ہے؟ اور پیٹ کیوں بڑا ہے؟ اور سر کے سامنے کے بال کیوں نہیں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ نے نہ مجھے بہت طویل بنایا اور نہ بہت فقیر بلکہ میرے قد کو متدل بنایا تاکہ میں اپنے سے پستہ قد کے دو ٹکڑے لمبائی میں کر دوں اور اپنے سے دراز قد کی ٹانگوں پر قطا لگا دوں اب سوال یہ ہے کہ میرا پیٹ کیوں بڑا ہے تو سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم کے بہت سے باب تعلیم کیے اور ہر باب سے مجھ پر علم کے ہزار باب کھل گئے اور سینے میں گنجائش نہ پا کر پیٹ میں اتر آئے۔
کتاب علل الشرائع شیخ صدوق جلد:1صفحہ: 159

چھٹی گستاخی:

اسی طرح علامہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے۔
جناب فاطمۃ زہرا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی رائے سب سے اولی ہے لیکن قریش کی عورتیں تو علی رضی اللہ عنہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان کا پیٹ نکلا ہوا ہے ہاتھ لمبے ہیں ان کے جوڑوں کی ہڈیاں بہت چوڑی ہیں سر کے اگلے حصہ کے بال بھی نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں شیروں اور درندوں جیسے ہاتھ پاؤں ہیں ہر وقت ہنستے رہتے ہیں پھر ان کے پاس نہ مال ہے نہ دولت و حشمت بالکل مفلس اور فقیر ہیں۔
بحار الانوار باقر مجلسی جلد:3صفحہ131
معاذاللہ

آٹھویں گستاخی:

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت کی گئی اور علی نے آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور بیعت نہ کی، تو ابو بکر نے آپ کی طرف قنفذ کو بھیجا اور کہا:"پلٹ جا اگر وہ (علی رضی اللہ عنہ) نکل آئیں تو ٹھیک ، ورنہ ان کے گھر میں کود جا، اگر وہ روکیں تو ان کے گھر کو آگ لگا دے، قنفذ ملعون چلا، وہ اور اس کے ساتھی بلا اجازت آپ کے گھر میں گھس گئے، علی اپنی تلوار کی طرف لپکے، انہوں نے جلدی کی اور آپ پر قابو پالیا، کچھ نے اپنی تلواریں پکڑ لیں، ان کی گردن میں رسی ڈال دی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ دروازے میں ان لوگوں اور علی کے درمیان حائل ہوئیں تو قنفذ ملعون نے آپ کو کوڑا مارا، جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے بازو پر ایک پھوڑا سا تھا، یہ اسی مار کا اثر تھا، خدا کی لعنت اس پر پھر وہ علی کو گھسیٹتے ہوئے لے چلے اور ابو بکر کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد کہتا ہے، علی رضی اللہ عنہ نے اس حال میں کہ رسی ان کی گردن میں تھی، بیعت کرنے سے پہلے پکارا تھا ،، یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی،، اے میری والدہ کے بیٹے! بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور وہ میرے قتل کے درپے ہوگئے۔

کتاب سلیم بن قیس صفحہ:89-84

نویں گستاخی:

جب حضرت فاطمہ نے صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے فدک کا مطالبہ کیا اور اس سلسلے میں آپ سے سخت گفتگو کی، تو علی رضی اللہ عنہ نے بقول ان کے اس جھگڑے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کی، اس پر فاطمہ نے آپ سے کہا:اے ابن ابی طالب! تو نے یوں اپنے آپ کو چھپالیا جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ، پیٹ کے بچے کی طرح تو (خاموش) بیٹھا رہا۔

الامالی للطوسی صفحہ: 259 ،حق الیقین للمجلسی صفحہ: 204،203

اور مزید لکھتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو بیٹھے رہنے پر ملامت کر رہی تھیں اور آپ خاموش تھے۔

اعیان الشیعہ صفحہ:34 قسم اول

اس سے بڑھ کر مزید لکھتے ہیں کہ عمر بن الخطاب آپ کی بیٹی کو ڈانٹتے رہے، اور آپ انہیں اس ڈانٹ ڈپٹ سے روک تک نہ سکے کلینی بیان کرتا ہے کہ ابوعبداللہ نے ام کلثوم بنت علی کی شادی کے بارے میں کہا تھا کہ:

یہ ایسی شرمگاہ ہے، جسے ہم سے چھین لیا گیا ہے۔

الکافی فی الفروع جلد:1 صفحہ:141(معاذاللہ)

نیز "علی اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی عمر سے نہیں کرنا چاہتے تھے، لیکن آپ سے ڈرتے تھے۔ اس لیے آپ نے اپنے چچا عباس کو وکیل بنایا کہ وہ ام کلثوم کی شادی عمر سے کر دیں۔"

حدیقۃ الشیعہ للمقدس اردبیلی صفحہ:277

دسویں گستاخی:

جب آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت و امارت پیش کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کردیا تھا کہ "مجھے چھوڑ دو، کسی اور کو تلاش کرو" مگر یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف جھوٹ منسوب کرکے آپ رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے مقام سے فرو تر دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے تصور میں آپ بھی ایک عام لالچی آدمی تھے جو منصب کے پیچھے دوڑتا ہے اور اس کے لیے ہرتدبیر اور طریقہ بلا تامل اختیار کرلیتا ہے، جو اپنا مقصود حاصل کرنے کے لیے وہ تمام وسائل اور ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے جن کی توقع کسی شریف آدمی سے نہیں کی جاسکتی، ہاں ہاں! یہ لوگ آپ کو بھی لالچی اور خود غرض و مفاد پرست بتا رہے ہیں، جو اپنے مقصود کی خاطر اپنے حسب و نسب بلکہ اپنی بیوی اور اولاد کو بھی استعمال کرتا ہے۔ دیکھیے کس طرح یہ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے اپنی اہم، مستند اور معتمد کتب میں لکھ رہے ہیں کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوچکی اور علی رضی اللہ عنہ کے کانوں میں بھی یہ خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "یہ نام (یعنی خلیفہ) تو صرف میرے ہی لیے ہے اور پھر اس روز اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔جب رات ہوگئی تو آپ نے فاطمہ علیہا السلام کو سوار کرایا، اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین علیہا السلام کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں چھوڑا، جس کے گھر آپ نہ گئے ہوں۔

اور انہیں اپنے حق کے لیے خدا کی قسمیں دیں، اپنی مدد کے لیے پکارا، لیکن ان میں سے کسی آدمی نے آپ کی بات قبول نہ کی۔
کتاب سلیم بن قیس صفحہ 83،82
کیا اس سے زیادہ توہین کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جیسا آدمی اپنی بیوی، بنتِ رسول رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار کرائے، رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے نواسوں کو ساتھ لے کر اور لوگوں کے دروازوں پر سے مدد و نصرت اور رحم کی بھیک مانگتا پھرے؟؟؟ کتنا گھناؤنا اور برا جھوٹ ہے! اسی پر بس نہیں!
"جب علی علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگ آپ کی مدد نہیں کرتے، آپ کو چھوڑ چکے ہیں، سب ابوبکر پر متفق ہوچکے ہیں اور ان کی عزت و تعظیم کر رہے ہیں تو آپ اپنے گھر میں پڑے رہنے لگے۔"
کتاب سلیم بن قیس صفحہ:82
گیارہویں گستاخی:
شیعہ محدث ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب میں اس جیسی بہت سی روایات بیان کی ہیں، اس نے بیان کیا ہے کہ کس طرح علی رضی اللہ عنہ کے تھوڑے سے مددگاروں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا اور ان کی خلافت و امارت کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا، برملا لوگوں کی موجودگی میں آپ کے خلاف باتیں کیں، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے سنا تو ان کی طرف آئے:
تلواروں کو سونتے ہوئے ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: خدا کی قسم! اگر تم میں سے پھر کسی نے دوبارہ ایسی بات کی تو ہم ان کے خون سے اپنی تلواریں سیراب کریں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ... یعنی علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی... اپنے اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے اور پھر کبھی کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔
کتاب الخصال للقمی جلد:2 صفحہ:445

آپ کی توہین و تحقیر کا ایک پہلو تو یہ ہے، دوسرا پہلو ان لوگوں نے یہ اختیار کیا کہ دنیا بھر کی قباحتیں اور خامیاں آپ رضی اللہ عنہ کی صورت اور مزاج پر چسپاں کردیں۔ ایک خامی یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس مال نہیں تھا اور آپ رضی اللہ عنہ قلاش و فقیر تھے، لکھتے ہیں:

بارہویں گستاخی:

مفلس (ابوطالب) کے گھر سے اس کی تمام اولاد کو دوسرے لے گئے تھے تاکہ وہ اپنے ساتھی کی کفالت کرسکیں اور ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

مقاتل الطالبیین لابی الفرج صفحہ: 24

تیرھویں گستاخی:

اسی لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کرنا چاہی تو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اس شادی سے انکار کردیا تھا، کہتے ہیں کہ:

"جب رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی شادی علی سے کرنے کا ارادہ کیا تو فاطمہ کو بتایا، فاطمہ کہنے لگیں: یا رسول اللہ، آپ کو اپنی مرضی کا زیادہ حق ہے، لیکن قریش کی عورتوں نے مجھے (علی) کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ پھولے پیٹ والا، لمبی لمبی کہنیوں والا، مضبوط جوڑوں والا، کنپٹیوں سے گنجا اور موٹی موٹی آنکھوں والا ہے، اس کے کندھے اونٹ کے کندھوں کی طرح لٹکتے ہیں، ہنسی سےدانت نکلے ہوئے ہیں اور اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں"

تفسیر القمی جلد:2 صفحہ:334

نیز اصفہانی ابن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتا ہے کہ:

میرے والد نے مجھے جمعہ کے روز مسجد میں داخل کیا، مجھے اٹھایا، میں نے علی کو دیکھا کہ وہ منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں، وہ ایک بوڑھے اور گنجے آدمی تھے، سوجی ہوئی پیشانی اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی چوڑائی تھی۔ ان کی داڑھی نے ان کا سینہ بھر دیا تھا، ان کی آنکھ میں نرمی (آشوبِ چشم) تھی۔

مقاتل الطالبیین صفحہ:27

چودھویں گستاخی:
آپ کی پوری ہیئت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
علی علیہ السلام گندمی رنگ اور درمیانے قد والے تھے، یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ آپ کا قد چھوٹا تھا، بڑی سی توند تھی، باریک انگلیاں تھیں، موٹی موٹی کلائیاں تھیں، باریک باریک پنڈلیاں تھیں۔ آپ کی آنکھوں میں نرمی (آشوبِ چشم) تھی، گھنی داڑھی تھی، کنپٹیوں سے گنجے اور ابھری ہوئی پیشانی والے تھے
مقال الطالبیین صفحہ:27
پندرہویں گستاخی:
اربلی بریدہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اٹھ اے بریدہ، ہم فاطمہ کے پاس جائیں گے، ہم آپ کے پاس گئے، آپ نے اپنے والد کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میری بیٹی! کس چیز نے تجھے رُلا دیا؟ فاطمہ نے کہا: کھانا کم، فکر زیادہ، اور غم بہت ہے" ایک روایت میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا میرا غم بہت زیادہ ہوگیا ہے، فاقے بہت ہو رہے ہیں اور میری بیماری بڑھ گئی ہے۔"
کشف الغمہ جلد:1 صفحہ:150،149
سولہویں گستاخی:
علی رضی اللہ عنہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرتے ہوئے ایک انتہائی ناپاک روایت بیان کرتے ہیں کہ:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک لحاف تھا، اور کوئی لحاف نہیں تھا، عائشہ بھی آپ کے ساتھ تھیں، چنانچہ رسول اللہ علی اور عائشہ کے درمیان سویا کرتے تھے، سب پر ایک ہی لحاف ہوتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے تو اپنے ہاتھ سے عائشہ اور علی کے درمیان لحاف کے وسط سے حصہ بندی کردیا کرتے۔
کتاب سلیم بن قیس صفحہ:221

کیا اس سے زیادہ توہین کی جاسکتی ہے؟
بلکل ! اس سے بھی زیادہ اور بہت زیادہ! بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ علی، رسول اللہ کے پاس آئے، ابوبکر اور عمر بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ علی کہتے ہیں کہ:
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا، عائشہ نے علی سے کہا: تجھے میری اور رسول اللہ کی ران کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملی؟ آپ نے کہا: رہنے دے اے عائشہ!
البرہان فی تفسیر القران جلد:4 صفحہ:225
ستارہویں گستاخی:
ایک دفعہ علی آئے " تو بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ ملی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا: ادھر آجا (اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) عائشہ چادر اوڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی تھیں، علی آئے اور رسول اللہ اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گئے، عائشہ غصے میں آگئیں اور کہنے لگیں: تیری سرین کو میری گود کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی؟ اس پر رسول اللہ کو غصہ آگیا، آپ نے کہا: اے حمیرائی، میرے بھائی کو تکلیف پہنچا کر مجھے تکلیف نہ دے۔"
کتاب سلیم بن قیس العامری صفحہ:179
توضیح الکلام:
ان تمام حوالہ جات کا انکار کر کہ کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے یہ روایات درست نہیں ہیں، ہم ان سے محبت کرتے ہیں،اس لئے ایک ضابطہ یاد رکھیں، جب کوئی قوم کسی نبی یا صحابی کی گستاخی کرتی ہے، تو اس کی صحیح اور احترامی باتوں کو منسوخ کر دیا جاتا ہے ، اس کی باقی جملہ باتیں قابل توجہ نہیں رہتیں ، جیسا کہ قادیانی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء بھی بیان کریں تب بھی کافر ہیں کیونکہ وہ ختم نبوت کا انکار کر چکے ہیں ان کا پہلا کفر ان کی دوسری تمام باتوں کو منسوخ کر دیتا ہے۔
اللہ تعالٰی ہمیں صحیح معنوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار کی محبت کی توفیق عطاء فرمائے آمین یارب العالمین ---